فتنۂ یزیدیت

یزید کا کردار جمہور اہلِ اسلام کی نظر میں

تالیف

ابوالامام فقیر حاجی نوابُ الدّین عفی عنہ گولڑوی

3862

مکتبہ غوثیہ ۱۶ شمس سٹریٹ سعدی پارک مزنگ لاہور

ذخیرہ صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی

جو 2001ء میں میاں صاحب نے
پنجاب یونیورسٹی لائبریری کو عطا فرمایا

PUNJAB
UNIVERSITY
LIBRARY
LAHORE

CLASS NO ....

BOOK NO ....

S-369 Punjab University Press 10,000 29-1-2003

Marfat.com

صاحبزادہ میاں جمیل احمد

فتنہ یزیدیّت

یزید کا کردار جمہور اہل اسلام کی نظر میں

•

تالیف

ابو الامام فقیر حاجی نواب الدین عفی عنہٗ گولڑوی

•

مکتبہ غوثیہ۔ ا شمس سٹریٹ۔ ۱۶۔ اسعدی پارک مزنگ۔ لاہور

بار اوّل ——————— ایک ہزار

ہدیہ: ۸ روپے۔ ایک نسخہ حاصل کرنے واسطے ۱۰ روپے کا منی آرڈر ارسال کریں۔

کتابت محمد یونس کھوکھر نے کی اور کمبائن پرنٹرز لاہور سے چھپا۔

Marfat.com

87/13

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم ● بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۵

کتب خانہ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی

معزز حضرات!

بندہ کی تالیف "فتنہ خارجیت" میں یزید اور یزیدیوں کے متعلق بہت کچھ لکھا جا چکا ہے اس حصہ میں امام عالیمقام شہید کربلا نواسہ رسول جگر گوشۂ بتول جنت میں نوجوانوں کے سردار حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ، کا مقام قرآن وحدیث اور آثار سے بیان کیا جائے گا۔ اور یزید کا کردار جمہور اہل اسلام کی نظر میں بیان کیا جائے گا۔ اور اُن نام نہاد محققین (خارجیوں اور یزیدیوں) کا پوسٹمارٹم قرآن اور سنت کی روشنی میں کیا جائے گا۔ جن میں محمود عباسی اور محمد دین بٹ سرفہرست ہیں۔ جنہوں نے یہ شور مچا رکھا ہے کہ تاریخ کی روشنی میں ہم نے تحقیق اور ریسرچ کی ہے اور ہمارا نظریہ ہے کہ یزید پیدائشی جنتی تھا۔ ۲۔ خلیفہ برحق تھا بلکہ خلیفہ رشید تھا۔ جس کے نام کے ساتھ امیرالمومنین اور رحمۃ اللہ اور صلوات اللہ کے الفاظ لکھے ہیں۔ ۳۔ رحمدل اور صحابی رسول تھا۔ ۴۔ وہ اتفاق رائے سے خلیفہ بنایا گیا تھا۔ ۵۔ امام حسین نعوذ باللہ باغی، لالچی، ضدی اور اقتدار کے بھوکے تھے وغیرہ وغیرہ۔ ۶۔ ان کے قتل کا یزید نے حکم نہیں دیا تھا۔ ۷۔ یزید کی فوجوں سے ان کا ٹکراؤ نہیں ہوا تھا۔ بلکہ ان کے اپنوں نے ہی قتل کر دیا تھا۔ ۸۔ یزید ان کے قتل پر راضی نہ تھا اور نہ ان کے قتل میں اس کا ہاتھ تھا۔ ۹۔ امام حسین کہتے رہ گئے کہ مجھے یزید کے پاس لے چلو میں یزید کے ہاتھ پر بیعت کرنے کو تیار ہوں وغیرہ وغیرہ۔

اس کتاب میں انشاءاللہ تعالیٰ انہیں سوالوں کے جواب قرآن وسنت کی روشنی میں اور مؤرخین، محدثین اعلام مفسرین اور مجتہدین کے حوالہ جات سے دیئے

Marfat.com

جائیں گے۔ پہلے آپ ان کے اس باطل نظریہ تحقیق کے متعلق سنیئے جس کے ذریعہ یہ عوام الناس کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ ہم نے چودہ سو سال بعد تاریخ کی روشنی میں یہ تحقیق کی ہے کہ یزید پیدائشی جنتی۔ خلیفہ برحق، صحابی رسول وغیرہ جیساکہ اوپر لکھا جا چکا ہے۔ اور یہ ہمارا نظریہ ہے۔ تو حضرات! جمہور اہل اسلام نے تحقیق کے لئے یہ اصول وضع کیا ہے کہ سب سے پہلے عقیدہ کو مدنظر رکھا جائے گا۔ اور عقیدہ کے مقابل میں نظریہ کچھ حقیقت نہیں رکھتا کیونکہ عقیدہ خدا اور رسول کی خبر سے بنتا ہے اور نظریہ عقل اور رائے سے تو عقیدہ کے مقابلے میں نظریہ کی کیا حقیقت ہوگی۔ ملاحظہ ہو اس سلسلے میں مولانا محمد طیب صاحب دیوبندی کی کتاب "شہید کربلا اور یزید" صلا سے اقتباس " بس یہ عقیدہ ہے جو خدا اور رسول کی خبر سے بنا ہے۔ نظریہ نہیں ہے۔ جسے ہم نے تخمین و انداز یا کسی تاریخی ریسرچ (تحقیق) پر دل میں جمایا ہو۔ اس لئے اگر کوئی نظریہ خواہ وہ تاریخی ہو یا فلسفی، عقیدہ سے ٹکرائے گا تو عقیدہ کو بہرحال محفوظ رکھ کر نظریہ کو کسی توجیہ سے اس کے تابع کیا جائے گا۔ بشرطیکہ یہ نظریہ کسی اونچی شخصیت کا ہو ورنہ کالائے بد بریش خاوند کنکر دیوار پر مار دیا جائے گا کیونکہ عقیدہ کا ردّ و قبول کسی تاریخی یا فلسفی نظریہ کے معیار سے نہیں ہوسکتی۔ بلکہ نظریات کا ردّ و قبول عقیدہ کے معیار سے ہوگا۔" چنانچہ امام حسین رضی اللہ عنہ کے متعلق یوں عقیدہ رکھتے ہیں کہ" بہرحال امام حسین رضی اللہ عنہ کے بارے میں عمومی و خصوصی نصوص شرعیہ کی روشنی میں اہلسنت وجماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ امام پاک رضی اللہ عنہ جزو رسول اور صحابی جلیل ہونے کی وجہ سے پاک باطن، پاک نیت اور عادل القلب تھے۔ خواہ ان کا عمل گھریلو ہو یا میدانی۔ وہ مدینہ میں رہ کر بھی رجس باطن سے پاک تھے۔ اور کربلا کے میدان میں بھی جاکر پاک خمیر اور رجس ظاہر باطن سے پاک اور پاک نہاد تھے۔ جس سے اللہ نے انہیں پاک کرنے کا ارادہ فرما دیا تھا اس کے متعلق سوء ظن یا بدگوئی یا غل و غش رکھنا شرعی تصریحات کی مخالفت ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ اہل سنت کا عقیدہ ہے نظریہ نہیں۔ نظریہ عقل سے بنتا ہے اور عقیدہ خدا اور

Marfat.com

رسول کی خبر سے۔ عقیدہ دین ہوتا ہے اور نظریہ رائے۔ عقیدہ واقعہ ہوتا ہے اور نظریہ تخمین و اٹکل ص۸۔

ملا علی قاری شرح فقہ اکبر ص۸۵ پر یوں رقمطراز ہیں ترجمہ۔ اور یہ جو بعض خارجیوں نے یہ افواہ اڑا رکھی ہے کہ حسین باغی تھے یہ خوارج کی ہذیانات ہیں جو صراط مستقیم سے ہٹے ہوئے ہیں۔"

آئیے عقیدہ کے تحت امام عالیمقام رضی اللہ عنہ کا مقام عند اللہ و عند الرسول ملاحظہ ہو۔

آیۃ نمبرا۔ آیۃ تطہیر۔ انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا ط

بتحقیق اللہ تعالے نے پکا ارادہ فرمالیا ہے۔ کہ اے اہل بیت نبوت تم کو تمام ظاہری اور باطنی ناپاکیوں، گناہوں کی نجاستوں اور اخلاقی برائیوں اور کمزوریوں سے پاک صاف اور طاہر مطہر کردے۔ یہ سورۃ احزاب کی آیۃ ۳۳ کا آخری حصہ ہے۔ جس میں نبی پاک کی بیویوں کا ذکر ہو رہا ہے۔ مگر اس کا شان نزول ملاحظہ ہو۔ تفسیر ابن کثیر میں تین روایتوں سے ام المومنین حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا اس آیت کریمہ کا شانِ نزول یوں بیان فرماتی ہیں کہ "جس روز یہ آیۃ کریمہ نازل ہوئی۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے گھر میں تشریف فرما تھے۔ میں حجرہ میں نماز پڑھ رہی تھی۔ ایک روایت میں ہے دروازے کے پاس بیٹھی تھی۔ (اور نماز پڑھ رہی تھی۔) حضور علیہ السلام نے فرمایا 'اندر کسی کو نہ آنے دینا' کچھ دیر بعد خادم نے حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے آنے کی خبر دی جو حریرے کی ایک تھیلی بھری ہوئی لائیں۔ بھلا میں انہیں کیونکر روک سکتی تھی۔ آپ نے سیدہ سے فرمایا اپنے میاں اور دونوں شہزادوں کو بھی بلاؤ۔ چنانچہ وہ بھی آگئے۔ آپ نے فرمایا میرے اہل بیت آگئے۔ آپ اس وقت اپنے بستر پر تھے۔ خیبر کی ایک چادر اُس پر بچھی ہوئی تھی۔ اس پر سب کو بٹھایا اور کھانا کھانا شروع کر دیا کھانا کھانے کے بعد آپ نے دونوں بچوں کو گود میں لے لیا اور پیار کیا اور ایک ہاتھ علی کی گردن میں دوسرا فاطمہ کی گردن میں ڈال کر ان دونوں کو بھی پیار کیا اور اپنی سیاہ چادر

Marfat.com

ان نفوسِ قدسیہ پر ڈال دی اور یوں دعا گو ہوئے' اللھم ھؤلآء اھل بیتی طہرھم تطھیرا - اے اللہ یہ میرے اہلِ بیت ہیں - تو ان سے ناپاکی دُور فرما کر انہیں طاہر و مطہر فرمادے - تو جبرائیل امین یہ آیت لے کر نازل ہوئے - جب آپ یہ آیت تلاوت فرما چکے تو میں نے عرض کیا - یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم میں بھی آپ سب کے ساتھ ہوں - فرمایا - ہاں تو بھی -"

حاشیہ شیخ الاسلام پر یوں درج ہے "حضور علیہ السلام جب فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے مکان کے قریب سے گزرتے تو فرماتے" الصلوٰۃ اہل البیت یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس' سے خطاب کرنا اس حقیقت کو ظاہر کرنے کے لئے تھا کہ آیت کا نزول بظاہر ازواج کے حق میں ہوا اور اُن ہی سے تخاطب ہو رہا ہے۔ مگر یہ حضرات بھی بطریقِ اولیٰ اس لقب کے مستحق اور فضیلتِ تطہیر کے اہل ہیں۔

گرامی قدر ! اس آیت کے سیاق وسباق سے یہ بات واضح ہے کہ یہ آیت حضور علیہ السلام کی ازواج مطہرات کے بارے میں نازل ہوئی - مگر غیب دان نبی کو علم تھا کہ ایک ایسا وقت آنے والا ہے کہ ایک گمراہ فرقہ میری آل کو خاص طور پر ان چار نفوسِ قدسیہ کو میری اہلِ بیت سے علیحدہ سمجھے گا - اسی لئے آپ نے خصوصیت سے ان چاروں کو کئی دفعہ اپنی مزمّل والی کملی میں لے کر فرمایا - اے اللہ یہ میرے اہل بیت ہیں ان کو ناپاکی سے پاک فرمادے' اور اللہ نے پاک فرمادیا - اس آیت کا شانِ نزول اُن خارجیوں کے لئے تازیانہ کی حیثیت رکھتا ہے جو کہتے ہیں کہ پنجتن پاک تو شیعہ کی اصطلاح ہے۔ شیعہ کی نہیں بلکہ قرآن مجید کی اصطلاح ہے - اور اس آیت سے انہیں یزیدیوں کا بھانڈا پھوڑا ہے میں پھوٹ جاتا ہے جو کہتے ہیں کہ آلِ اطہار اور خاص طور پر آپ کی اولاد اہلِ بیت میں شامل نہیں' بلکہ ساری اُمت ہی آل میں شامل ہے - کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

لی خمستہ اطفی بھا حرّ الوبا الحاطمہ ۔۔۔ المصطفٰی والمرتضٰی وابنھما والفاطمہ

ترجمہ: میرے لئے یہ پانچ کافی ہیں جن سے میں جلا دینے والی گرمی کو بجھاتا ہوں - یہ ہیں مصطفٰی' مرتضٰی' قمر دا حسنین کریمین اور فاطمہ (علیہم السلام)

بیدم یہی تو پانچ ہیں مقصودِ کائنات ۔۔۔ خیر النساء حسین و حسن مصطفٰی علی

Marfat.com

خدا کے نور سے پیدا ہوئے پنجتن پاک حسین و حسن مصطفےٰ فاطمہ علی !

قرآن کے بعد کسی اور دلیل کی حاجت تو نہیں رہ جاتی مگر تبرکاً اس سلسلے میں احادیث و آثار سے بھی کچھ بیان ہو جائے ۔

آل اور اہل بیت کی تحقیق !

اُوپر آپ نے پڑھا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی آلِ اطہار، اہلِ بیت میں شامل ہے ۔ اب چند احادیث نبویہ اور تفاسیر بھی ملاحظہ ہوں ۔

۱۔ حضرت مطلب بن ربیعہ کہتے ہیں کہ سرکارِ دو عالم نے فرمایا یہ صدقات آدمیوں کا میل ہے اُور ان کا کھانا محمد اور آلِ محمد کے لئے جائز نہیں ہے ۔ ۲۔ صحیحین میں ہے کہ آپ نے فرمایا ہم لوگ (بنو ہاشم) صدقہ وزکوٰۃ نہیں کھاتے ۔

۳۔ حضرت حصین بن سیرہ اور عمر بن مسلمہ نے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے پوچھا حضور کی اہل بیت میں جن پر صدقہ کھانا حرام ہے کون ہے ؟ فرمایا : بنو فاطمہ، بنو عقیل، بنو جعفر اور بنو عباس رضی اللہ عنہم (تفسیر ابن کثیر بحوالہ مسلم)

۴۔ جمل و خازن میں ہے کہ جن پر صدقہ حرام ہے وہ مخلصین بنی ہاشم و بنی مطلب ہیں ۔

• قاضی سلیمان سلمان اہلحدیث (غیر مقلد) رحمۃ العالمین حصّہ دوم میں یوں رقمطراز ہیں ۔

"یاد رہے کہ آل اور اہل دونوں ایک ہی ہیں ۔ بنو ہاشم و بنو مطلب کے لئے آیا ہے ۔ جن پر صدقہ کا لینا حرام ہے ۔ حدیث میں ہے : اِنّھا لا یحلُّ محمدٍ ولا لاٰلِ محمدٍ یعنی صدقہ تو محمد اُور آلِ محمد پر حلال نہیں ہے ۔"

ان تمام باتوں کو ذہن میں رکھنے سے یہ بات نمایاں طور پر سامنے آتی ہے کہ اہل بیت کے تین درجے ہیں :۔

۱۔ اہلِ بیتِ مسکن یعنی آپ کی ازواجِ مطہرات ۔

۲۔ اہلِ بیت نسبی یعنی تمام آلِ محمد (بنو ہاشم و بنو مطلب کے مخلصین)

Marfat.com

۲۔ اہلِ بیت سببی یعنی جن کو حضور علیہ السلام نے حکماً اہلِ بیت میں شامل فرمایا۔ جیسے حضرت زید بن حارث۔ اسامہ بن زید۔ واثلہ۔ آپ کے تمام خدام اور حضرت سلمان فارسی کو غائبانہ طور پر فرمایا وہ میری اہلِ بیت میں سے ہیں۔ ان سب پہ صدقہ وزکوٰۃ کا کھانا حلال نہیں ہے۔

اس سے ثابت ہوا کہ حضور علیہ السلام کی اولاد، عترت، اور آل سب اہلِ بیت میں شامل ہیں اب آلِ اطہار کا مقام ملاحظہ ہو:۔

آلِ اطہار کا مقام عند اللہ

ان اللہ و ملائکتہ، یصلون علی النبی یایہا الذین اٰمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما ط تحقیق اللہ اور اس کے فرشتے، نبی مکرم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر ہر وقت درود بھیجتے ہیں۔ اے مومنوں تم بھی درود وسلام بھیجتے رہو۔

مندرجہ بالا آیت پر غور کرنے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے وہ بے نیاز ذات جو کسی کا وظیفہ کرنے کے لئے کسی مخلوق کے ساتھ شامل نہیں ہوتی صرف اپنے حبیب لبیب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر درود پڑھنے میں مخلوق کے ساتھ شامل ہے۔ اور یہ بات بھی نہ بھولئے کہ مکمل درود وہی ہے جس میں آل کو بھی شامل کیا جائے۔ جیسے اللھم صل علیٰ محمد و علیٰ آلِ محمد۔

حضرات! کیا فضائل آلِ اطہار کے لئے یہی فضیلت کافی نہیں ہے کہ وہ نماز نامکمل ہے جس کے آخر میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور آپ کی آل پہ درود نہ پڑھا جائے اور وہ دعا درجہ قبولیت کو نہیں پہنچتی جس کے اول و آخر درود نہ پڑھا جائے۔ بلکہ وہ خطبہ ہی نامکمل ہے جس میں مندرجہ بالا آیت پڑھ کر درود نہ پڑھا جائے اور وظائف میں اعلیٰ وظیفہ درود پاک ہی ہے۔

آیت مودّت

آیت نمبر ۲:۔ قل لا اسئلکم علیہ اجراً الا المودۃ فی القربیٰ۔

مندرجہ بالا آیت سورۃ شوریٰ کی آیت نمبر ۲۳ کا ایک حصہ ہے۔ ترجمہ: اے محبوب فرما

Marfat.com

دیجئے! میں (اس تبلیغ کی مشقت پر) تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا۔ مگر میرے قرابتداروں سے محبت رکھنا۔

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ قرابتداروں سے مراد حضور علیہ السلام کی آل پاک ہے۔ (بخاری)

مسئلہ:۔ حضور کے قرابتداروں سے کون کون مراد ہیں۔ اس میں کئی قول ہیں۔ ایک تو یہ کہ مراد اس سے حضرت علی، حضرت فاطمہ و حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہم ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ آلِ علی، آلِ عقیل، آل جعفر اور آلِ عباس مراد ہیں اور ایک قول یہ ہے کہ حضور کے وہ اقارب مراد ہیں۔ جن پر صدقہ حرام ہے اور وہ مخلصین بنی ہاشم و بنی مطلب ہیں۔ (حاشیہ صدر الافاضل صاحب)

ایک اور جگہ کچھ یوں آیا ہے کہ اس آیت کے نزول پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم آپ ہمیں بتا دیجئے کہ وہ کون لوگ مراد ہیں جن کی محبت قرآن نے فرض قرار دی ہے تو فرمایا بنو فاطمہ، بنو جعفر، بنو عقیل اور بنو عباس جن پر صدقہ کا کھانا حرام ہے۔

حضرات! یہ بات تو پایہ ثبوت تک پہنچی ہوئی ہے۔ کہ قرابتداروں میں آپ کی ازواج مطہرات (جن کے ساتھ آپ کا قرب مسلّم ہے) آپ کے خسر و سسر اور باقی تمام رشتہ دار مراد ہیں مگر یہاں ان حضرات کا خاص طور پر ذکر فرمانا اس لئے ضروری سمجھا کہ غیب دان نبی کو معلوم تھا۔ کہ خارجی اور یزیدی ان حضرات کو بوجہ بغض کے آپ کے قرابتداروں میں شامل نہیں کریں گے۔

نوٹ:۔ جمہور اہل سنت وجماعت کے نزدیک آلِ اطہار و صحابہ کبار کی محبت جزوِ ایمان ہے۔ جیسا کہ حضرت پیر سید غلام نصیر الدین شاہ صاحب گولڑوی فرماتے ہیں ؎

حُبِ اصحابِ نبی الفتِ اولادِ رسول
میرے لئے یہی توشۂ عقبیٰ ہے نصیرؔ

قادئین کرام! شجرۂ مودّت آلِ اطہار اور اُن کے مناقب بیان کرنے سے پہلے آپ کے سامنے وہ شجرہ مودت پیش کیا جاتا ہے جو خالد محمود خالد سابق پروفیسر نے مرتب کیا ہے ملاحظہ ہو۔

Marfat.com

شجرۂ مودّت

(مرتبہ: خالد محمود خالد سابق پروفیسر)

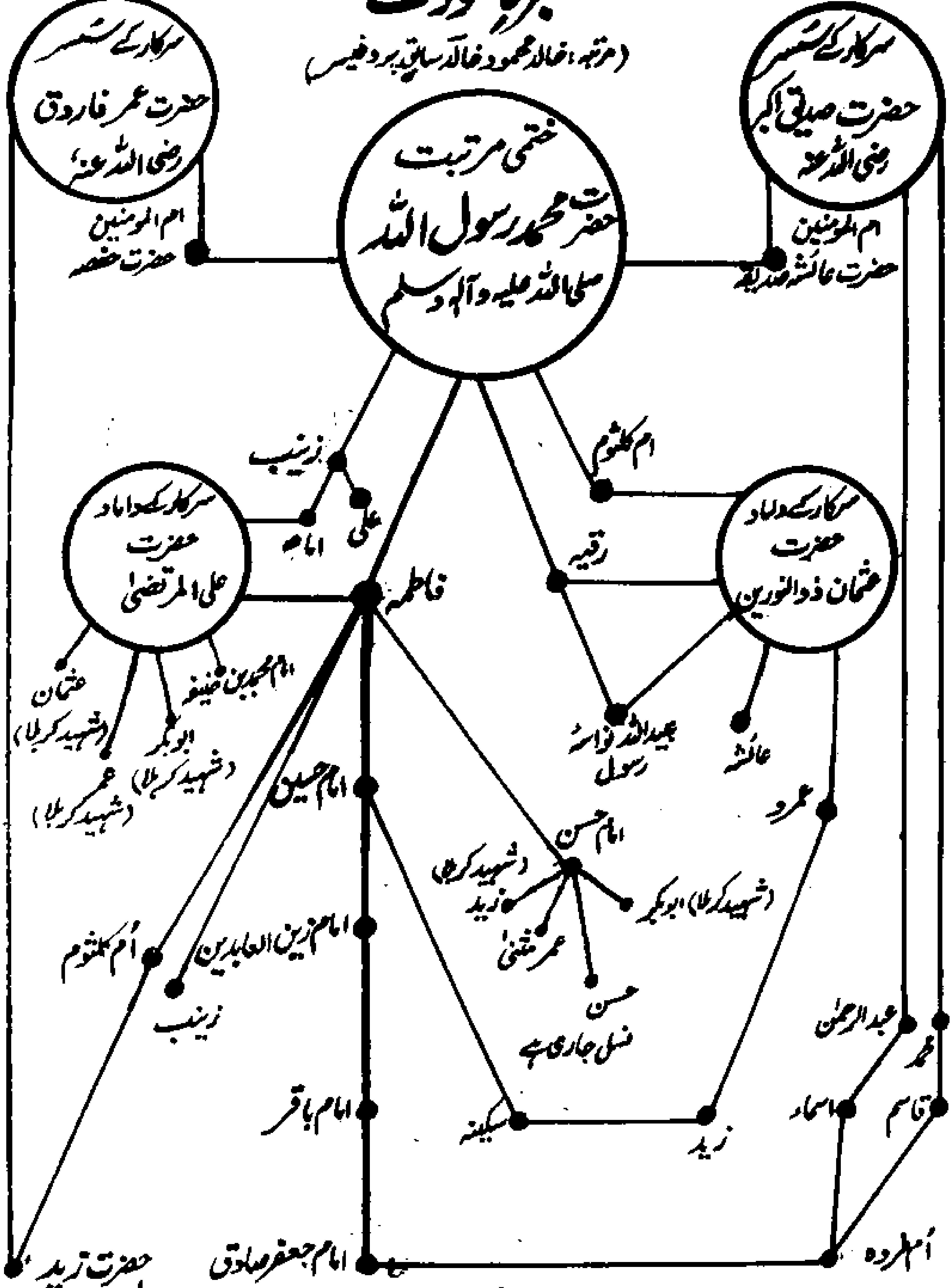

قارئین کرام ! اب مناقب آلِ اطہار اور شجرہ مودّت (آلِ اطہار) ملاحظہ فرمائیں :-

مناقب آلِ اطہار

نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زبانی !

آلِ اطہار کی شان میں احادیث مطہرہ ملاحظہ ہوں ، صحیح مسلم نے ایک لمبی حدیث نقل

Marfat.com

کی ہے کہ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ نے فرمایا کہ حضور علیہ السلام نے خم (پانی کی جگہ) کے موقع پر فرمایا کہ میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں۔ کتاب اللہ اور میری عترت (اولاد)۔ پس کتاب اللہ جس میں ہدایت و نور ہے۔ تم اللہ کی کتاب کو لو اور اسے مضبوطی سے تھام لو۔ پھر آپ نے کتاب اللہ کی بڑی رغبت دلائی اور اس کی طرف ہمیں خوب متوجہ فرمایا اور میری اہلبیت کے بارے میں خدا کو یاد دلاتا ہوں تین مرتبہ یہی کلمہ فرمایا۔ زید بن ارقم سے جب یہ پوچھا گیا۔ کیا آپ کی بیویاں اہل بیت میں نہیں؟ فرمایا کیوں نہیں؟ آپ کی بیویاں تو آپ کی اہلبیت ہیں ہی۔ لیکن آپ کی اہلبیت وہ ہیں جن کو آپ کے بعد صدقہ کھانا حرام ہے۔ پوچھا وہ کون ہیں۔ فرمایا آلِ علی، آلِ عقیل، آلِ جعفر اور آلِ عباس رضی اللہ عنہم۔ (ترمذی میں یہی حدیث حضرت جابر کے حوالے سے درج ہے۔)

دوسری جگہ حضرت زید بن ارقم نے یہ بھی فرمایا کہ اور وہ دو چیزیں یہ ہیں جن میں سے ایک دوسری سے بڑی ہے۔ یعنی خدا کی کتاب جو مانند ایک رسی کے ہے آسمان سے زمین تک پھیلائی گئی ہے اور دوسری میری عترت میرے اہل بیت میں ہے۔ اور یہ دونوں قیامت کے دن ایک دوسرے سے ہرگز جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر آئیں گے۔ پس تم دیکھو گے کہ میرے بعد تم ان دونوں کے ساتھ کیا سلوک کرتے ہو۔

۲۔ دیلمی نے مرفوعاً روایت کی ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھ سے جو توسّل کی تمنا رکھے اور چاہے کہ میری بارگاہ میں روزِ قیامت حقِ شفاعت ہو تو چاہیئے کہ وہ میری اہلبیت کی رضامندی کرے اور ان کو خوش رکھے۔

۳۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب یہ آیت مباہلہ نازل ہوئی۔ فقل تعالوا ندعُ ابناءنا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی، فاطمہ، حسن اور حسین رضی اللہ عنہم کو بلایا اور فرمایا اے میرے اللہ! یہ لوگ میرے اہلِ بیت ہیں۔ (مسلم)

۴۔ ثعلبی نے حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ آپ نے آیت واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً کی تفسیر میں فرمایا جس رسی کو مضبوطی سے تھامنے کا حکم ہے وہ حبل اللہ ہم ہی ہیں۔

Marfat.com

۵۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ تم خدا سے اس لئے محبت کرو کہ وہ غذا اور اپنی نعمتیں عطا فرماتا ہے۔ اور مجھ سے اس لئے محبت کرو کہ تم خدا سے محبت رکھتے ہو اور میرے اہلبیت کو میری محبت کی وجہ سے محبوب رکھو۔ (ترمذی)

۶۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ انہوں نے کعبہ کے دروازہ کو پکڑ کر یہ بیان دیا کہ میں نے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ آگاہ ہو کہ میرے اہل بیت تمہارے لئے مثل نوح کی کشتی کے ہیں۔ جو شخص کشتی میں سوار ہوا اُس نے نجات پائی اور جو کشتی میں سوار ہونے سے رہ گیا وہ ہلاک ہوا۔

۷۔ دیلمی نے روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اپنی اولاد کو تین خصلتیں سکھاؤ۔ ۱۔ اپنے نبی کی محبت۔ ۲۔ اُن کے اہل بیت کی محبت ۔ ۳۔ قرآن کی محبت۔

عقیدہ

اہل بیت کرام رضی اللہ عنہم مقتدایانِ اہلِ سنت ہیں جو ان سے محبت نہ رکھے مردود ملعون و خارجی ہے۔ (بہارِ شریعت حصہ اوّل)

اب چند ایک مناقب محبانِ اہلبیت کی زبانی سنیئے!

امام شافعی رحمۃ اللہ:

یا اھل بیتِ رسول اللہ حبکم ۔۔۔ فرضٌ من اللہ فی القرآن انزلہٗ

کفاکم من عظیم القدر انکم ۔۔۔ من لم یصلِّ علیکم لا صلوٰۃ لہٗ

ان کان رفضاً حبُّ آل محمدٍ ۔۔۔ فلیشھد الثقلان انی رافضیٌ

شیخ محی الدین ابن عربی رضی اللہ عنہٗ:

فلا تعدل باھل البیت خلقاً ۔۔۔ فاھل البیت ھم اھل السیادۃ

Marfat.com

فَبُغْضُهُمْ مِنَ الْاِنْسَانِ خَسِيسٌ — حَقِيقِيٌّ وَحُبُّهُمْ عِبَادَۃٌ

شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ

دمم زعشق محمد براست وآل مجید — گواہ حال من است ایں ہمہ حکایاتم
کمینہ خادم خدام خاندانِ توام — زخادمی تو دائم بود مباہاتم

شاہ نصیر الدین گولڑوی

یزداں بگفت آیت تطہیر اہل بیت — قرآں گواہ عصمتِ آل محمد است

حضرت ملا جامی رحمۃ اللہ

بصدق وصفا گشتہ بیچارہ جامی — غلامِ غلامانِ آلِ محمد!

شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی رحمۃ اللہ

الٰہی بحقِ بنی فاطمہ! — کہ بر قولِ ایماں کنی خاتمہ
اگر دعوتم رد کنی ور قبول! — من ودستِ ودامانِ آلِ رسول

فاضل بریلوی رحمۃ اللہ

؎ پارہائے صحف غنچہ ہائے قدس — اہل بیت نبوت پہ لاکھوں سلام
؎ کیا بات رضا اس چمنستانِ کرم کی — زہرا ہے کلی جس میں اور حسین وحسن پھول
؎ شگفتہ گلشنِ زہرا کا ہر گل تر ہے — کسی میں رنگِ علیؓ اور کسی میں بوئے رسولؐ
محمدؐ گل است وعلیؓ بوئے گل! — بود فاطمہؓ اندراں رنگِ گل
چوں عطرش برآمد حسین وحسن — معطر شد از وے زمین وزمن
؎ در چشم اوست ہیچ شکوہِ سکندری — ناظم فقیر کوچۂ آلِ محمدؐ است!
؎ صد ہزاراں رحمتِ جاں آفریں — بر روے وبر آلِ پاک وطاہرین

قارئین کرام! آپ نے آل اطہار کی شان میں گل ہائے عقیدت ملاحظہ فرمائے۔ اب ان حضرات کا شجرۂ نسب ملاحظہ ہو جن کی مودت ومحبت کو قرآن نے فرض قرار دیا ہے۔

Marfat.com

شجرۂ مودت نمبر ۲ (آل اطہار)

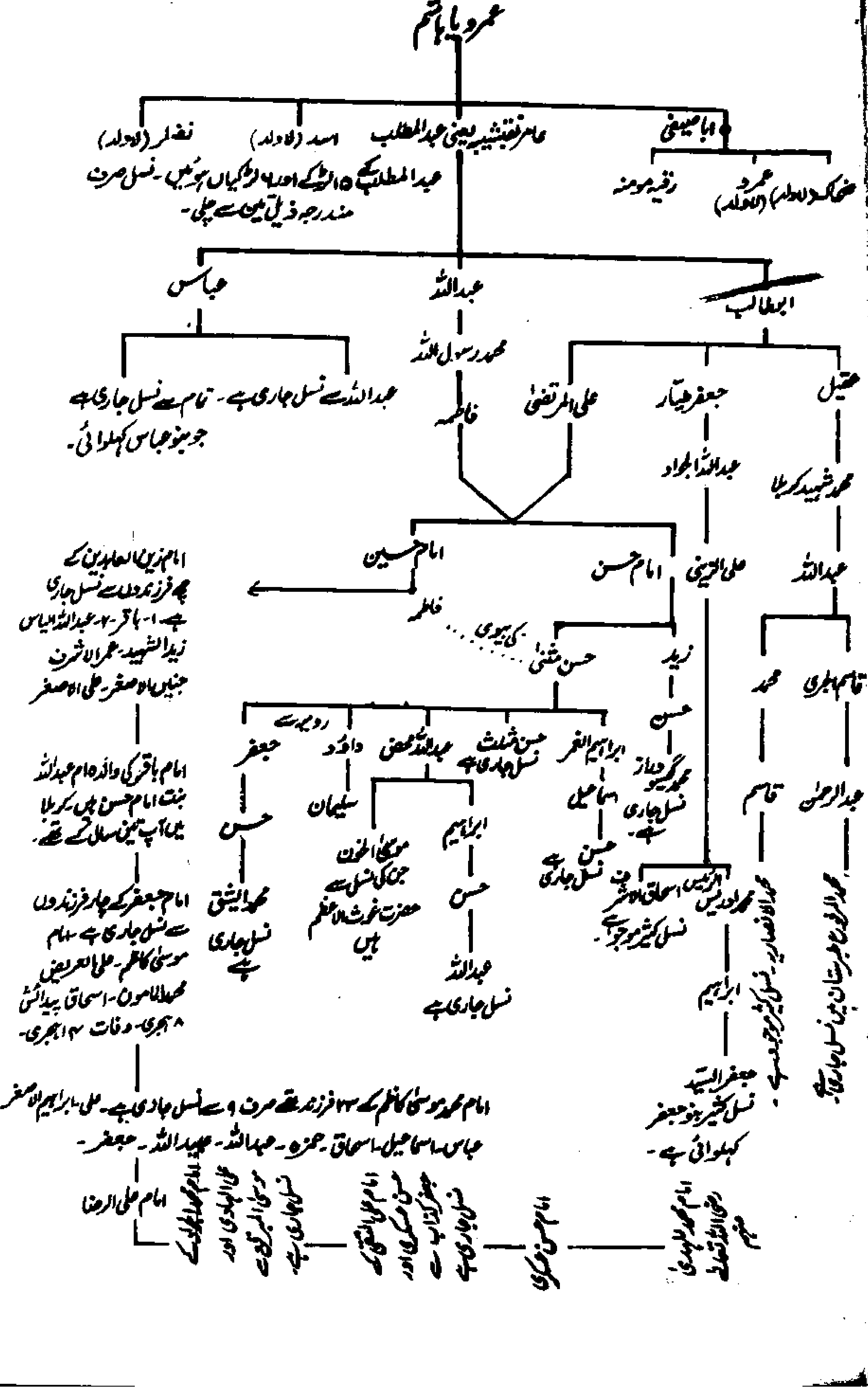

Marfat.com

۱۔ آلِ اطہار اور اہل بیت نبوت کا ایک ہی مطلب ہے۔ جو بنو ہاشم اور بنو مطلب کہلاتی ہے۔

۲۔ جن پر صدقہ و زکوٰۃ حرام ہے چار ہیں۔ ۱۔ بنو عقیل۔ ۲۔ بنو جعفر۔ ۳۔ بنو فاطمہ۔ ۴۔ بنو عباس

۳۔ بنو فاطمہ کو آلِ عبا اور سادات کرام بھی کہتے ہیں۔ حضرت علی کی بقیہ بیویوں کے ۱۳ لڑکے کی اولاد کو علوی یا اعوان کہتے ہیں۔

۴۔ حسن مثنیٰ کے پہلے تینوں بیٹے طرفین سے فاطمی ہیں۔

۵۔ اس شجرہ میں ان حضرات کا ذکر کیا گیا ہے جن سے نسل جاری ہے۔

۶۔ تمام بنی آدم کی نسل باپ سے چلتی ہے مگر ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی یہ خصوصیت ہے کہ آپ کی نسل بیٹی فاطمہ سے چلی اور حسنین کریمین کو قرآن نے آپ کا بیٹا فرمایا: ندع ابناءنا و ابناءکم۔

۷۔ عبدالمطلب: یتیم کی کفالت چچا مطلب نے کی اس لئے عبدالمطلب یعنی مطلب کے غلام کہلاتے رہے۔

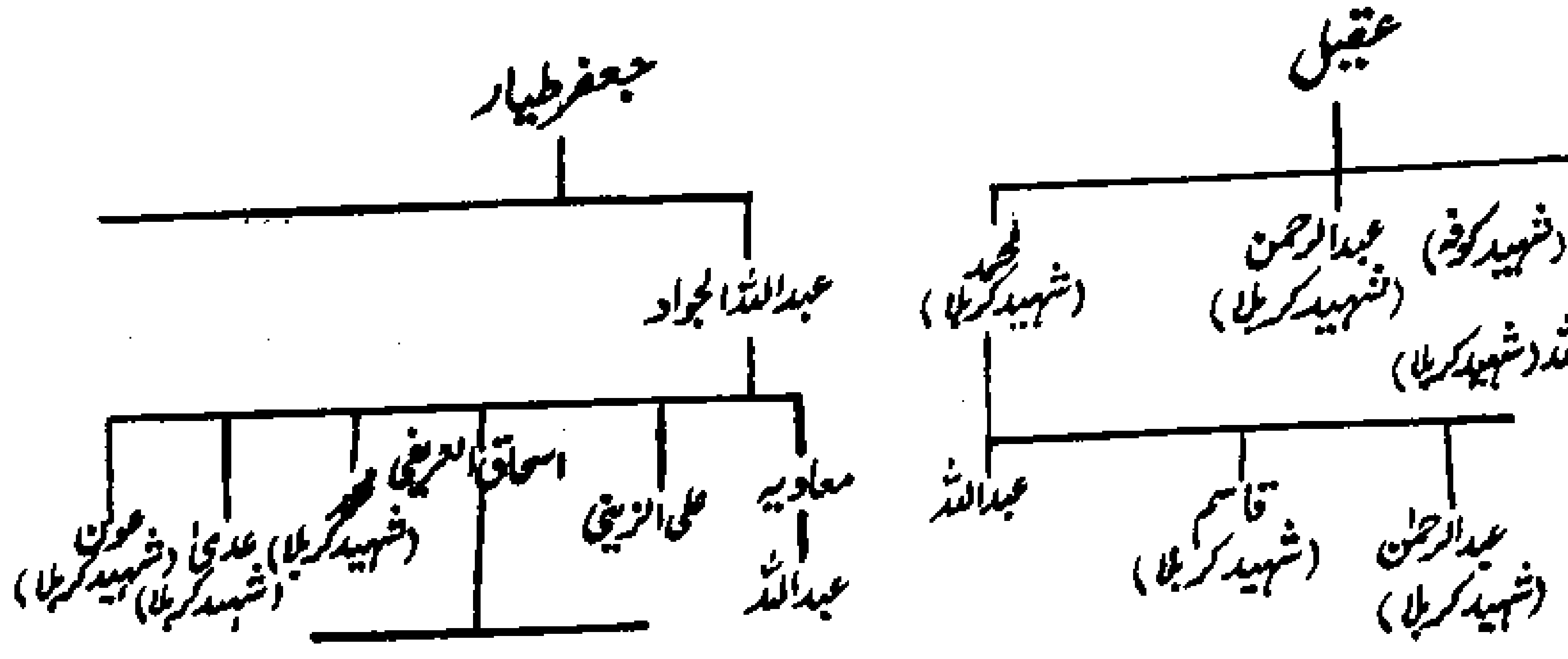

آیت ملاعنہ یا مباہلہ

آیت نمبر ۳: فمن حاجک فیہ من بعد ما جاءک من العلم فقل تعالوا ندع ابناءنا و ابناءکم و نساءنا و نساءکم و انفسنا و انفسکم ثم نبتہل فنجعل لعنت اللہ علی الکذبین ۶۱

Marfat.com

ترجمہ:۔ پھر اے محبوب جو تم سے (یہ نجرانی) عیسٰی کے بارے میں حجت کریں پھر اس کے بعد تمہیں علم آچکا تو اس سے فرماؤ آؤ ہم بلائیں اپنے بیٹے اور تمہارے بیٹے اور اپنی عورتیں اور تمہاری عورتیں اور اپنی جانیں اور تمہاری جانیں پھر مباہلہ کریں تو جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ڈالیں۔

شانِ نزول:۔ نصاریٰ نجران کا ایک وفد سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں آیا اور وہ لوگ حضور سے کہنے لگے آپ گمان کرتے ہیں کہ عیسٰی اللہ کے بندے ہیں۔ فرمایا ہاں! اس کے بندے اور رسول اور اس کے کلمے جو کنواری بتول عذرا کی طرف القاء کئے گئے۔ نصاریٰ یہ سن کر بہت غصے میں آئے اور کہنے لگے یا محمد کیا تم نے کبھی بے باپ کا انسان دیکھا ہے۔ اس سے ان کا مطلب یہ تھا کہ وہ خدا کے بیٹے ہیں۔ (معاذ اللہ) اس پر فرمایا: مثل عیسٰی عند اللہ کمثل آدم خلقہ من تراب ثم قال لہ کن فیکون ۵ الحق من ربک فلا تکن من الممترین ۵

ترجمہ:۔ عیسٰی کی کہاوت اللہ کے نزدیک آدم کی طرح ہے۔ اسے مٹی سے بنایا پھر فرمایا ہو جا وہ فوراً ہو جاتا ہے۔ اے سننے والے یہ تیرے رب کی طرف سے حق ہے تو شک والوں میں نہ ہونا۔ اس پر بھی وہ نہ مانے تو آپ نے دعوتِ مباہلہ دی تو کہنے لگے ہم غور اور مشورہ کر لیں کل آپ کو جواب دیں گے۔ جب وہ جمع ہوئے تو انہوں نے اپنے سب سے بڑے عالم اور صاحب رائے شخص عاقب سے کہا کہ اے عبد المسیح آپ کی کیا رائے ہے۔ اس نے کہا اے جماعت نصاریٰ تم پہچان چکے کہ محمد نبی مرسل تو ضرور ہیں اگر تم نے ان سے مباہلہ کیا تو سب ہلاک ہو جاؤ گے اگر اب نصرانیت پر قائم رہنا چاہتے ہو تو انہیں چھوڑ دو اور گھر کو لوٹ چلو۔ یہ مشورہ ہونے کے بعد وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے دیکھا کہ حضور کی گود میں امام حسین ہیں اور دست مبارک میں حسن کا ہاتھ اور فاطمہ اور علی رضی اللہ عنہم حضور کے پیچھے ہیں۔ اور حضور ان سب سے فرما رہے ہیں کہ جب میں دعا کروں تو تم سب آمین کہنا۔ نجران کے سب سے بڑے عالم (لاٹ پادری) نے جب ان حضرات کو اس کیفیت میں دیکھا تو کہنے لگا کہ اے جماعت نصاریٰ میں ایسے چہرے دیکھ رہا ہوں کہ اگر یہ لوگ اللہ سے پہاڑ کو ہٹا دینے کی

Marfat.com

دعا کریں تو اللہ تعالیٰ پہاڑ کو جگہ سے ہٹا دے ان سے مباہلہ نہ کرنا ہلاک ہو جاؤ گے ۔ اور قیامت تک روئے زمین پر کوئی نصرانی باقی نہ رہے گا۔ یہ سن کر نصاریٰ نے حضور کی خدمت میں عرض کیا کہ مباہلہ کی تو ہماری رائے نہیں ہے آخرکار انہوں نے جزیہ دینا منظور کیا۔ (جو ایک ہزار سالانہ نئے جوڑے اصحاب صفہ کے لئے تھا) مگر مباہلہ کے لئے تیار نہ ہوئے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اس کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے نجران والوں پر عذاب قریب آ ہی چکا تھا۔ اگر مباہلہ کرتے تو بندروں اور سوروں کی صورت میں مسخ کر دیئے جاتے۔ اور جنگل آگ سے بھڑک اٹھتا۔ اور نجران اور وہاں کے رہنے والے پرند تک نیست و نابود ہو جاتے ۔ اور ایک سال کے عرصہ میں تمام نصاریٰ ہلاک ہو جاتے۔ (حاشیہ صدر الافاضل صاحب)

تفسیر ابن کثیر :- ابن مردویہ میں ہے کہ عاقب اور طیب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے آپ نے انہیں مباہلہ کے لئے کہا اور صبح کو حضرت علی، فاطمہ اور حسن و حسین رضی اللہ عنہم کو لئے ہوئے آپ تشریف لائے اور انہیں کہلا بھیجا۔ انہوں نے قبول نہ کیا۔ اور خراج دینا منظور کر لیا۔ حضرت جابر فرماتے ہیں۔ ندع ابناءنا والی آیت انہی کے بارے میں نازل ہوئی۔ انفسنا سے مراد خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہیں۔ ابناءنا سے مراد حسنین کریمین رضی اللہ عنہما ہیں اور نساءنا سے مراد حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا ۔

تو حضرات ! اس آیت مباہلہ میں بھی یہی پنجتن پاک شریک تھے۔ اور آیت مودت میں بھی یہ پنجتن پاک شامل اور آیت تطہیر میں بھی یہی پنجتن پاک ہی شریک ہیں ۔

۱۔ ترمذی شریف میں حضرت جمیع بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں اپنی پھوپھی کے ساتھ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے پوچھا اے ام المومنین سرکار دو عالم کو کس سے سب سے زیادہ محبت تھی۔ فرمایا۔ فاطمہ سے ۔ پھر میں نے پوچھا اور مردوں میں۔ فرمایا۔ اس کے شوہر سے ۔

۲۔ اور حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

Marfat.com

نے علی، فاطمہ، حسن اور حسین کی نسبت فرمایا جو شخص ان لوگوں سے لڑے گا۔ میں اُس سے لڑنے والا ہوں اور جو شخص ان سے مصالحت رکھے گا میں اُس سے صلح رکھنے والا ہوں۔ (ترمذی)

۳۔ بیہقی اور ابو شیخ اور دیلمی نے روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کوئی بندہ مومن کامل نہیں ہو سکتا۔ یہاں تک کہ میں اس کو جان سے زیادہ پیارا نہ ہوں اور میری اولاد ان کو اپنی اولاد سے زیادہ احب نہ ہو اور میرے اہل اس کو اپنے اہل سے زیادہ محبوب نہ ہوں اور میری ذات اس کو اپنی ذات سے زیادہ احب نہ ہو۔ دوسری جگہ خوارج کے متعلق فرمایا کہ ان کی نشانی یہ ہے کہ وہ مجھ سے زیادہ میری اولاد سے اور حضرت علی المرتضیٰ سے بُغض رکھیں گے۔ اور فرمایا خارجی جہنم کے کتے ہیں (طبرانی ۱۷۱/۳ مصرو) اور بُغض رکھنے والا منافق ہے۔ امام احمد نے روایت کیا حضور نے فرمایا جو شخص اہلِ بیت سے بُغض رکھے وہ منافق ہے۔ امام احمد و ترمذی نے حضرت جابر سے روایت کی وہ فرماتے ہیں کہ ہم منافقین کو حضرت علی کے بُغض سے پہچانتے تھے یعنی ان سے بغض رکھنا نفاق کی علامت ہے۔

۴۔ امام احمد نے روایت کی کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے سیدین کریمین حسنین شہیدین رضی اللہ عنہما کے ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ جس شخص نے مجھ سے محبت رکھی۔ ان سے اور ان کے والدین سے محبت رکھی وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا۔

۵۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ ایک لمبی حدیث کے آخر میں فرماتے ہیں کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ میرے پاس آج ایک فرشتہ آیا ہے جو اس سے پہلے کبھی زمین پر نہیں اُترا۔ اس فرشتے نے اپنے پروردگار سے میرے پاس حاضر ہونے اور سلام کرنے کی اجازت چاہی تھی۔ چنانچہ اس کو اجازت مل گئی۔ اس فرشتے نے مجھ کو یہ بشارت دی کہ فاطمہ جنت کی عورتوں کی سردار ہیں اور حسن و حسین نوجوان جنتیوں کے سردار ہیں۔ (ترمذی)

نوٹ:۔ یہ حدیث ان یزیدیوں خارجیوں کے لئے ایک تازیانہ ہے۔ جو کہتے ہیں کہ نبی نے اُمت کی حق تلفی کی ہے کہ اپنی بیٹی کو جنت کی عورتوں کی سردار اور حسن حسین کو نوجـ

Marfat.com

کے نوجوانوں کی سرداری دے دی۔ یہ ان کے اس بُغض کا اظہار ہے جو اُن کو نبی الانبیاء اور اس کی اولاد سے ہے۔ حالانکہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں وما ینطق عن الھویٰ ان ھوالا وحی یوحیٰ۔ کہ پیغمبر اپنی خواہش سے بولتے ہی نہیں بلکہ جو وحی الہٰی ہوتی ہے۔ (وہی کہتے ہیں) تو ثابت ہوا کہ آپ نے عشرہ مبشرہ، حسنین کریمین اور فاطمۃ الزہرا اور بدری صحابہ کو جو قطعاً جنت کی بشارت دی ہے وہ اللہ کے حکم سے دی ہے۔

مناقب حسنین کریمین

حضرات! حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کے جزوِ رسول ہونے کی وجہ سے انہیں اخلاقِ نبوت سے جو خلقی اور فطری مناسبت ہو سکتی ہے وہ یقیناً دوسروں کے لحاظ سے قدرتاً امتیازی شان لیے ہوئے ہونی چاہیئے۔ اسی لئے بحیثیت اہلِ بیت نبوی ہونے کے حضرات حسنین رضی اللہ عنہما کے بارہ میں مخصوص فضائل و مناقب کی روایات بکثرت وارد ہوئی ہیں۔ کہیں ان کو سید الشباب اہل الجنۃ فرمایا گیا۔ کہیں ان کو حضور نے اپنا محبوب ظاہر فرما کر اللہ سے درخواست کی کہ آپ بھی انہیں اپنا محبوب بنالیں کہیں ان سے حضور نے اپنی محبت کا برسرِ منبر اعلان فرما کر دعا مانگی یا اللہ جو ان سے محبت کرے تو بھی ان سے محبت فرما۔ وغیرہ۔

۱۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اس حالت میں منبر پر دیکھا کہ حسن بن علی آپ کے پہلو میں تھے۔ آپ ایک دفعہ لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے اور کبھی حسن بن علی کی جانب اور فرماتے میرا یہ بیٹا سید ہے اور شاید اللہ تعالےٰ اس کے ذریعہ مسلمانوں کے دو بڑے فرقوں کا اختلاف دُور فرما دے۔ (بخاری)

۲۔ حضرت یعلیٰ بن مرہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں۔ (یعنی ہمارا ایک خون ہے) جس نے حسین سے محبت کی، خدا نے اس سے محبت کی۔ اور حسین میری بیٹی کا بیٹا ہے۔ (ترمذی)

۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے پوچھا گیا،

Marfat.com

اہلِ بیت میں آپ کو کون شخص سب سے زیادہ پیارا ہے۔ آپ نے فرمایا حسن و حسین۔ آپ حضرت فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کرتے، میرے دونوں بیٹوں کو بلاؤ۔ پھر آپ حسنین کے جسموں کو سونگھتے اور اپنے گلے سے لگاتے۔ (ترمذی)

۴۔ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ یہ حسن اور حسین نوجوان جنتیوں کے سردار ہیں۔ (ترمذی)

۵۔ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہا کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا حسن و حسین میری دنیا کے دو پھول ہیں۔ (ترمذی)

۶۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک رات میں ضرورت کے لئے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ گھر کے اندر سے اسی حالت میں باہر تشریف لائے کہ آپ ایک چیز میں لپٹے ہوئے تھے۔ جس سے میں واقف نہ تھا۔ جب میں اپنے ضرورت عرض کر چکا اور اپنی حاجت سے فارغ ہو چکا تو پوچھا سرکار یہ آپ کیا چیز لئے ہوئے ہیں۔ آپ نے اس چیز کو کھولا تو وہ حسن و حسین تھے۔ جو آپ کے دونوں کولہوں پر یا بغلوں میں تھے۔ اور آپ ان پر چادر ڈالے ہوئے تھے۔ پھر آپ نے فرمایا۔ یہ دونوں میری بیٹی کے بیٹے ہیں۔ اے اللہ! میں ان سے محبت کرتا ہوں تو بھی ان سے محبت فرما اور جو شخص ان سے محبت کرے تو اس سے محبت کر۔ (ترمذی)

۷۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مشابہ کوئی نہ تھا۔ اور حسین کی نسبت بھی یہ کہا کہ وہ بھی آپ سے مشابہ تھے (بخاری)

۸۔ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کہتے ہیں کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ سر سے لے کر سینہ تک اور حسین رضی اللہ عنہ آپ کے جسم کے زیریں حصہ سے بہت مشابہ تھے۔ (اگر دونوں کو اکٹھا کھڑا کیا جاتا تو سرکار کی صورت نظر آتے۔)

۹۔ حضرت براء کہتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ حسن بن علیؓ آپ کے

Marfat.com

کندھے پر ہیں اور آپ یہ فرمارہے ہیں۔ کہ اے اللہ میں اس سے محبت رکھتا ہوں۔ تو بھی اس سے محبت کر۔ (صحیحین)

۱۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ دن کے ایک حصہ میں باہر نکلا۔ جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر پہنچے تو فرمایا کیا یہاں لڑکا ہے، کیا یہاں لڑکا ہے یعنی حسن۔ تھوڑی دیر ہی گزری ہوگی کہ حسن دوڑتے ہوئے آئے۔ اور آپ کے گلے سے لپٹ گئے۔ اور آپ بھی ان سے لپٹ گئے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اے اللہ! میں اس سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت فرما اور اس شخص سے بھی تو محبت کر جو اس سے محبت کرے۔ (صحیحین)

قارئین کرام! آپ نے چند ایک حوالہ جات قرآن و حدیث سے ملاحظہ فرمائے۔ جن سے آل اطہار اور حسنین کریمین کے فضائل و مناقب واضح ہوتے ہیں۔ حضرت علی المرتضیٰ شیرِ خدا کرم اللہ وجہہ اور سیدہ فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا کے فضائل و مناقب بھی احادیث نبویہ میں بے شمار بیان ہوئے۔ یہ چند اوراق ان کے مناقب کے متحمل نہیں اور اس کتاب میں چونکہ صرف امام عالیمقام سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے متعلق ہی کچھ بیان کرنا مقصود ہے۔ اس لئے اس پر ہی اکتفا کیا جاتا ہے۔ اب یہاں پہ امام پاک کی شہادت کے متعلق نبی پاک کی زبان سے کچھ بیان کرنا ہے تاکہ ان خارجیوں کا پول کھل جائے جو کہتے ہیں کہ حضرت امام حسین باغی تھے۔ آپ کو شہید کہنا درست نہیں۔ ملاحظہ ہو:۔

حضرت ام فضل بنتِ حارث (حضرت عباس کی بیوی اور حضور علیہ السلام کی چچی ہیں۔) کہتی ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم میں نے آج رات ایک بہت برا خواب دیکھا ہے۔ آپ نے پوچھا وہ کیا ہے۔ انہوں نے کہا وہ بہت سخت اور ناگوار خواب ہے۔ آپ نے فرمایا وہ کیا ہے۔ انہوں نے کہا میں نے دیکھا ہے کہ آپ کے جسم مبارک سے ایک ٹکڑا کاٹا گیا ہے اور میری گود میں رکھ دیا گیا ہے۔

Marfat.com

آپ نے فرمایا (چچی) تو نے اچھا خواب دیکھا ہے۔ انشاء اللہ تعالےٰ فاطمہ کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوگا جو تیری گود میں رکھا جائے گا۔ حضرت فاطمہ کے ہاں حسین پیدا ہوئے اور میری گود میں رکھے گئے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا۔ پھر میں ایک روز نبی پاک کی خدمت میں حاضر ہوئی اور حسین کو آپ کی گود میں دے دیا۔ پھر میں دوسری طرف دیکھنے لگی اچانک میں نے دیکھا کہ رسولِ پاک کی آنکھوں میں آنسو جاری ہیں۔ میں نے عرض کیا اے خدا کے نبی میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ کیا بات ہے؟ آپ نے فرمایا ابھی ابھی جبرائیل آمین میرے پاس آئے انہوں نے مجھے بتایا کہ عنقریب تیری اُمت تیرے اس بیٹے کو شہید کرے گی۔ میں نے عرض کیا۔ اس بیٹے کو۔ آپ نے فرمایا ہاں اور میرے پاس اس جگہ کی مٹی بھی لائے تھے جہاں شہید کیا جائے گا اور وہ مٹی سرخ تھی۔ (بیہقی)

شہادت کی شہرت

(از سوانح کربلا الحاج محمد نعیم الدین صاحب صدر الافاضل مرادآبادی۔)

حضرت امام عالیمقام رضی اللہ عنہ کی ولادت کے ساتھ ہی آپ کی شہادت کی خبر مشہور ہو چکی تھی۔ جیسا کہ آپ نے ابھی ابھی پڑھا۔

۱۔ کہ بوقت پیدائش ہی میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ام الفضل کو آپ کی شہادت کی خبر دے دی تھی۔ اس کے علاوہ احادیث میں اس شہادت کی خبریں وارد ہیں۔

۲۔ ابن سعد و طبرانی نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ مجھے جبرائیل نے خبر دی کہ میرے بعد میرا فرزند حسین زمینِ نجف میں شہید کیا جائے گا۔ اور جبرائیل میرے پاس یہ مٹی لائے اور انہوں نے عرض کیا کہ یہ حسین کی خواب گاہ کی خاک ہے۔ نجف قریب کوفہ اس مقام کا نام ہے جس کو کربلا کہتے ہیں

۳۔ امام احمد نے روایت کی کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میری دولت سرائے اقدس میں وہ فرشتہ آیا جو اس سے قبل کبھی حاضر نہیں ہوا۔ اس نے عرض کیا کہ

Marfat.com

آپ کے فرزند حسین رضی اللہ عنہ شہید کئے جائیں گے اور اگر آپ چاہیں تو میں آپ کو اس زمین کی مٹی ملاحظہ کراؤں۔ جہاں وہ شہید ہوں گے۔ پھر انہوں نے تھوڑی سرخ مٹی پیش کی۔ اس قسم کی حدیثیں بکثرت وارد ہیں، کسی میں بارش کے فرشتے کے خبر دینے کا تذکرہ ہے کسی میں حضرت ام سلمہ[۱] رضی اللہ کو خاکِ کربلا تفویض کرنے اور اس خاک کے خون ہو جانے کو علامت شہادتِ امام قرار دینے کا تذکرہ ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس شہادت کی بار بار اطلاع دی گئی۔ اور یہ شہادت حضرت امام کے عہد طفولیت سے خوب مشہور ہو چکی۔ اور سب کو معلوم ہو گیا کہ آپ کا مشہد کربلا ہے۔ حاکم نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ہم کو کوئی شک باقی نہ رہا تھا۔ اور اہل بیت بالاتفاق جانتے تھے کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کربلا میں شہید ہوں گے۔

۴۔ ابونعیم نے یحییٰ حضرمی سے روایت کہ وہ سفر صفین میں حضرت مولیٰ علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے ہمراہ تھے۔ جب نینوا کے قریب پہنچے جہاں حضرت یونس علیہ السلام کا مزار اقدس ہے تو حضرت نے ندا کی کہ اے ابو عبداللہ فرات کے کنارے ٹھہرو۔ میں نے عرض کیا کس لئے؟ فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جبریل نے مجھے خبر دی ہے کہ امام حسین فرات کے کنارے شہید کئے جائیں گے۔ اور وہاں کی ایک مشت خاک دکھائی۔

۵۔ ابونعیم نے اصبغ بن نباتہ سے روایت کی کہ ہم حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ کے ہمراہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی قبر کے مقام پر پہنچے۔ حضرت مولیٰ علیؓ نے فرمایا۔ یہاں ان شہداء کے کے اونٹ بندھیں گے۔ یہاں ان کے کجاوے رکھے جائیں گے۔ یہاں ان کے خون بہیں گے۔ جوانانِ آلِ محمد اس میدان میں شہید ہوں گے۔ زمین و آسمان ان پر روئیں گے۔

محمد ہست جانِ دو عالم
حسین ابن علی جانِ محمد

---

[۱] سیرۃ النبی مصنفہ شبلی نعمانی میں ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا سن وفات ۵۹ھ بتایا گیا ہے۔

87/13

Marfat.com

محبّین آلِ اطہار کے عقیدت کے پھول بدرگاہِ شہید کربلا :۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ :

شاہ است حسین پادشاہ است حسین — دین است حسین دین پناہ است حسین
سر داد نہ داد دست دردست یزید ! — حقا کہ بنائے لا الٰہ است حسین

اس شعر سے خارجی یزیدی بہت سرپٹاتے ہیں۔ کبھی کہتے ہیں۔ یہ خواجہ غریب نواز کا شعر ہی نہیں۔ کبھی کہتے ہیں۔ اس نام کا کوئی شیعہ شاعر تھا جس نے یہ لکھا ہے۔ کیونکہ بنائے لا الٰہ تو نبی پاک تھے، حسین کیسے بنائے لا الٰہ ہو گئے۔ (وہ اس لیے بنائے لا الٰہ ہوئے کہ یزید پلید نے دین مبین جس کی بنا لا الٰہ پر رکھی گئی تھی، بنیاد کو ہلا کر رکھ دیا تھا۔) اسی طرح کا ایک شعر قلندر لاہوری علامہ اقبال رحمۃ اللہ سے بھی سنیئے :۔

حکیم الامت ڈاکٹر محمد اقبال رحمۃ اللہ :۔

برزمینِ کربلا بارید و رفت ! — لالہ در ویرانہ ہا کارید رفت
بہرِ حق در خاک و خون غلطیدہ است — پس بنائے لا الٰہ گردیدہ است
نقشِ الا اللہ بر صحرا نوشت ! — سطرِ عنوانِ نجاتِ ما نوشت
سرِ ابراہیم و اسماعیل بود — یعنی آں اجمال را تفصیل بود !

کہو ! کیسے رہے، یہ بھی شیعہ تھے، جو بنائے لا الٰہ کی تصدیق فرما رہے ہیں ۔

اور سنیئے :۔

آں امامِ عاشقاں پورِ بتول ! — سروِ آزادے ز بستانِ رسول !
اللہ اللہ بائے بسم اللہ پدر — معنیٔ ذبحٍ عظیم آمد پسر
بہرِ آں شہزادہ خیر الملل — دوشِ ختم المرسلین نعم الجمل !
زندہ حق از قوتِ شبیری است — باطل آخر داغِ حسرت میری است
تا قیامت قطعِ استبداد کرد ! — موجِ خونِ او چمن ایجاد کرد

Marfat.com

"قرآن از حسین آموختیم ز آتش او شعلہ ہا اندوختیم

امام عالیمقام اس شان بے مثال کے مالک کیوں نہ ہوتے، جب کہ ماں کی یہ شان ہے:۔

مریم از یک نسبتے عیسےٰ عزیز از سہ نسبت حضرت زہرا عزیز
نور چشم رحمۃ للعالمین ! آں امام اولین و آخرین !
بانوئے آں تاجدار ھل اتیٰ ! بو الحسن، خیبر شکن، شیر خدا
مادر آں مرکز پرکار عشق ! ! مادر آں قافلہ سالار عشق !

اور باپ کی شان ملاحظہ ہو :۔

مسلم اول شہ مرداں علی عشق را سرمایہ ایماں علی
از رخ او فال پیغمبر گرفت ملت حق از شکوہش گرفت
مرسل حق کرد نامش بو تراب حق یداللہ خواند در ام الکتاب
زیر پایش ایں جا شکوہ خیبر است دست او آنجا قسیم نر است !

یعنی عقبیٰ میں آپ قاسم کوثر ہوں گے اور جام اُسے عطا فرمائیں گے جس کے پاس پروانہ صدیق اکبر ہوگا۔

اور نانا جان کی شان ملاحظہ ہو :۔

در دل مسلم مقام مصطفیٰ است آبروئے ما ز نام مصطفیٰ است
طور موجے از غبار خانہ اش کعبہ را بیت الحرام کاشانہ اش
بوریا ممنون خواب راحتش تاج کسریٰ زیر پائے امتش
در شبستان حرا خلوت گزید قوم را آئین و حکومت آفرید
از کلید دین در دنیا کشاد ! ہمچو او بطن ام گیتی نزاد !
(کسی ماں نے آپ سا بچہ جنا ہی نہیں۔)

Marfat.com

ہر کہ عشق مصطفٰے سامان اوست — بحر و بر در گوشۂ دامان اوست
دل زعشق او توانا می شود ! ! — خاک ہم دوش ثریا می شود

قارئین کرام! آپ نے آلِ اطہار کے فضائل خصوصاً سیدنا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے مناقب قرآن و حدیث سے ملاحظہ فرمائے جو ہمارے عقیدے میں شامل ہیں۔ (نظریئے نہیں۔) اب ان خارجیوں (یزیدیوں) کے نظریات کے جوابات ملاحظہ ہوں:-

کیا یزید خلیفہ رشید تھا؟

علامہ اقبال کی نگاہ میں یزید فرعون ثانی تھا

چنانچہ عاشقِ رسول قلندر برحق حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

موسیٰ و فرعون شبیر و یزید — این دو قوت از حیات آید پدید
زندہ حق از قوت شبیری ست — باطل آخر داغ حسرت میری ست
ماسوا اللہ را مسلمان بندہ نیست — پیش فرعونش سرش افگندہ نیست (اقبالؒ)

حضرت علامہ اقبال نے حضرت سیدنا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقابلہ میں فرعون اور حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقابلہ میں یزید کو بیان فرماتے ہوئے یزید کا فرعون کے نقش قدم پر چلنے کا اشارہ کیا ہے۔ کیونکہ ان کے نزدیک یزید کا منشور فرعون کے منشور و طریقے کے عین مطابق تھا۔ تو جس طرح فرعون کی طاغوتی طاقت کی دھجیاں حضرت سیدنا کلیم اللہ نے بکھیریں۔ اسی طرح یزید کی سرکشی اور اسلام کو داغدار کرنے کی ناپاک سازش کا مقابلہ حضرت سید الشہداء نے کر کے بقائے اسلام کو دوام بخشا۔ یزید کا فرعونی منشور خاکستر ہو کر رہ گیا اور اس کو سوائے داغ حسرت کے کچھ نصیب نہ ہوا

Marfat.com

حضور علیہ السلام نے فرمایا سب سے پہلے میری سنت کو یزید بدلے گا

حضرت علامہ الامام الحافظ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نقل فرماتے ہیں۔
ابو یعلی نے سیدنا ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میری امت کا معاملہ ہمیشہ انصاف پر قائم رہے گا حتیٰ کہ اس میں پہلے پہلے رخنہ ڈالنے والا بنی امیہ کا ایک فرد ہو گا۔ جسے یزید کہا جائے گا۔

(۲) اخرج الرویانی فی مسندہ عن ابی الدرداء سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول اول من یبدل سنتی رجل من بنی امیۃ یقال لہ یزید[۱]۔

رویانی نے اپنی مسند میں روایت کیا ہے کہ سیدنا ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ آپ فرماتے تھے۔ سب سے پہلے میرے طریقے کو تبدیل کرنے والا بنی امیہ کا ایک شخص ہو گا جسے یزید کہا جائے گا۔

مروان بن حکم نے اپنی اولاد اور یزید کو لعنتی کہا

حدیث شریف کا مفہوم کچھ یوں ہے کہ عمرو بن سعید کو اس کے دادا نے کہا کہ میں مدینہ طیبہ کی مسجد نبوی میں حضرت امیر معاویہ کے دور حکومت میں جناب ابوہریرہ کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا اور مروان بن حکم اموی بھی ہمارے ساتھ تھا۔ حضرت ابوہریرہ نے ایک حدیث سنائی کہ تاجدار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ میری امت کی تباہی قریش کے چند لونڈوں کے ہاتھوں ہے۔ (صحیح بخاری شریف جلد ۲ ص۱۰۴۶ کتاب الفتن)

یہ سنتے ہی مروان نے چونک کر کہا۔ ان لونڈوں پر اللہ کی لعنت ہے۔ جناب ابوہریرہ نے فرمایا۔ اگر میں چاہوں تو یہ بتا سکتا ہوں کہ فلاں اور فلاں کے لڑکے ہیں۔

---

[۱] فتح الباری ج ۱۳ ص۱۰ مکتبہ سلفیہ

Marfat.com

عمرو بن سعید کہتے ہیں کہ میں اپنے دادا کے ساتھ اموی دور حکومت میں بنی مروان کے دار الخلافہ شام کی جانب چلا تو دیکھا۔ ان حکمرانوں کو نئے نئے لونڈے۔ میرا دادا کہنے لگا۔ یہی وہ لونڈے ہیں جن کے متعلق مخبر اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش گوئی فرمائی ہے۔ میں نے عرض کیا۔ آپ بہت زیادہ جانتے ہیں۔

اقول ۔ جناب ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث دعائیہ بھی اسی پر محمول ہے جس میں آپ نے بارگاہ ایزدی میں یوں عرض کی ہے۔

اللھم انی اعوذبک من راس الستین وامارۃ الصبیان۔ [ٓ]

دیگر ابن ابی شیبہ کی ایک روایت میں ہے کہ ابوہریرہ بازاروں میں چلتے پھرتے کہتے تھے کہ اے اللہ ۶۰ھ کا زمانہ مجھ پر نہ گزرے اور نہ زمانۂ صبیان مجھے پائے۔ دیگر تحقیق ابوسعید خدری فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا کہ ۶۰ھ کے بعد ایسے ناخلف ہوں گے نمازوں کو ضائع کریں گے۔ اور نفس کی شہوت کی پیروی کریں گے تو وہ عنقریب غیّ (وادی جہنم) میں ڈالے جائیں گے۔

حافظ ابن حجر مکی اس ضمن میں فرماتے ہیں اور اس میں اشارہ اس طرف ہے کہ ان نوخیز لڑکوں میں پہلا نوخیز لڑکا ۶۰ھ میں یزید تھا۔ اور وہ ایسا ہی تھا۔ کیونکہ یزید بن معاویہ ہی اس سن میں خلیفہ بنایا گیا اور وہ ۶۴ھ تک باقی رہا۔ پھر مرا (۳۴ سالہ جوان تھا۔ عمر بلوغ کی تھی مگر عقل وتدبر اور دین کے لحاظ سے نابالغ اور صبی تھا۔ آگے لکھتے ہیں کہ یزید شیوخ (بوڑھوں) کو امارۃ سے برطرف کرتا اور ان کی جگہ اپنے رشتہ داروں میں سے نوخیز لونڈوں کو بھرتی کرتا تھا۔ در ایسا ہی علامہ بدر الدین عینی نے عمدۃ الباری ۱/۳۲۶ میں لکھا ہے۔

ٓ۔ علامہ جلال الدین سیوطی امام، خصائص الکبریٰ عربی ج ۲ صفحہ ۱۳۹ مطبوعہ فیصل آباد۔

و علامہ ابن حجر امام، الصواعق المحرقہ عربی صفحہ ۲۲۱ مطبوعہ ملتان۔ فتح الباری ج ۲ صفحہ ۱

یعنی جناب ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے واقف اسرار عالم نبی امی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دو قسم کے علوم حاصل کیے۔ ایک علم کو تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں کے سامنے ظاہر کر دیا اور دوسرے علم کے متعلق فرمایا کہ میں نے جو دوسرا علم عالم ما کان و ما یکون سے حاصل کیا ہے اگر وہ ظاہر کر دوں تو (میری) یہ گردن کاٹ دی جائے گی۔ یعنی لوگ بگڑ پڑیں گے۔ آپ کے اس مکتوم علم کی تشریح میں یوں بھی کہا گیا ہے کہ یہ ان حدیثوں کی طرف اشارہ ہے جس میں ظالم بادشاہوں کے نام مذکور ہیں۔ یہ امر آپ کی دعا سے بھی ثابت ہے اور آپ کا اشارہ یزید بن معاویہ کی طرف ہے کیونکہ یزید بن معاویہ ظالم بادشاہ تھا۔)

یزید خلافت سے پہلے بھی فاسق فاجر تھا۔

حاکم بصرہ زیاد کی نظر میں یزید قابل اعتراض تھا

مولانا عبدالرسول صاحب ارقام فرماتے ہیں کہ

(امیر معاویہؓ نے عبیداللہ کے باپ زیاد حاکم بصرہ کو یزید کی ولی عہدی کے بارے زیاد نے بصرہ کے ایک رئیس عبید بن کعب کو بلا کر کہا کہ امیر المومنین (امیر معاویہؓ) معاملہ میں عجلت سے کام لیا ہے۔ یزید تفریحی مشاغل میں مصروف رہنے والا نوجوان لئے امت اس کی بیعت سے پس و پیش کرے گی اس لئے تم جا کر یزید کو نصیحت کرو۔ عبید نے دمشق آ کر یزید کو سیر و شکار کے معمولات اور خلاف شرع حرکات سے باز رہنے کی تلقین کی تا کہ کسی کو اس کی ولی عہدی پر اعتراض نہ ہو۔)

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباسؓ نے یزید کے شرابی اور زانی ہونے کی تائید کی ہے

(مولوی عبدالرب دہلوی دیوبندی لکھتے ہیں۔

لے ۔ علامہ اسمٰعیل البخاری ۔ صحیح بخاری ج ص ۔ تفسیر مظہری ج ۱ ص ۱۳۹

Marfat.com

آپ حضرت امام حسین (علیہ السلام) مسجد نبوی میں حضرت (سیدنا عبداللہ) ابن عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) سے یہ فرما رہے تھے کہ آج رات کو میں نے خواب دیکھا ہے کہ تخت شلم اُلٹ گیا ہے۔ یقین ہے کہ (امیر) معاویہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا انتقال ہوا۔

اور یہ جو اس وقت ولید نے بلایا ہے یقین ہے کہ وہ بیعت یزید کی مجھ سے طلب کریگا (حضرت سیدنا عبداللہ) ابن عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) نے کہا اگر یہ بات یونہی ہوئی آپ کی کیا صلاح ہے؟ فرمایا! کہ وہ شراب پیتا ہے، زنا کرتا ہے ایسے کو امام بنانا کب جائز ہے۔[1])

اس عبارت سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سیدنا امام حسین علیہ السلام نے یزید کی بیعت کیوں نہیں فرمائی۔ اس لئے کہ یزید زانی، شرابی اور بدکار تھا۔ اگر کوئی متقی پرہیزگار امیر بنایا جاتا تو سیدنا امام حسین علیہ السلام بیعت قبول کرنے میں ذرا بھی تامل نہ فرماتے۔ مروان کے نزدیک بھی جب یزید غیر معتمد تھا۔ تو اب نواسہ رسول علیہ السلام کے متعلق کیا کہا جاسکتا ہے۔ کیونکہ مروان نے ولید کو کہا کہ لوگوں کا ہجوم (اکٹھا) امام حسین کے ساتھ ہو جائے گا۔ وہ اس لئے کہ امام علیہ السلام "ولیطھرھم تطھیرا" کے مالک اور متقیوں کے سردار تھے۔ اور مسلمانوں کے دلوں میں ایسے لوگوں کی عظمت و قدر ہوتی ہے اور بدکار بدمعاشوں، فاسقوں سے ہر کوئی نفرت کرتا ہے تو یزید کے فسق و بدکاری کا خطرہ مروان برادر شیطان کو نظر آرہا تھا جس کی بنا پر اس نے ولید کو جلد بازی کا مشورہ دیا تھا۔

علامہ واقدی اور صدر الافاضل یزید کو مرتکب عصیاں سمجھتے تھے

چنانچہ وہ علامہ واقدی سے نقل فرماتے ہیں۔

یزید بن معاویہ ابو خالد اموی وہ بدنصیب شخص ہے جس کی پیشانی پر اہل بیت کرام کے بے گناہ قتل کا سیاہ داغ ہے اور جس پر ہر قرن میں دنیائے اسلام ملامت کرتی رہی ہے۔ اور قیامت تک اس کا نام تحقیر کے ساتھ لیا جائے گا۔ یہ (یزید) بدباطن سیاہ دل ننگ خاندان

[1] سوانح کربلا ص ۱۴۴

Marfat.com

۲۵ھ میں حضرت امیر معاویہ کے گھر میسون بنت بحدل کلبیہ کے پیٹ سے پیدا ہوا۔ نہایت موٹا۔ بدنما، کثیر الشعر (یعنی بہت بالوں والا) بدخلق، تندخو، فاسق، فاجر، شرابی، بدکار ظالم بے ادب اور گستاخ تھا۔ اس کی شرارتیں اور بیہودگیاں ایسی ہیں جن سے بدمعاشوں کو بھی شرم آئے۔ عبد اللہ بن حنظلہ الغسیل نے فرمایا! خدا کی قسم ہم نے یزید پر اس وقت خروج کیا جب ہمیں اندیشہ ہو گیا کہ اس کی بدکاریوں کے سبب آسمان سے پتھر نہ برسنے لگیں (واقدی) محرمات کے ساتھ نکاح اور سود وغیرہ منہیات کو اس بے دین نے علانیہ رواج دیا۔ مدینہ طیبہ و مکہ مکرمہ کی بے حرمتی کرائی۔ ایسے شخص کی حکومت گرگ کی چوپانی سے زیادہ خطرناک تھی۔ ارباب فراست اور اصحاب اسرار اس وقت سے ڈرتے تھے جبکہ عنان سلطنت اس شقی کے ہاتھ میں آئی۔ ۵۹ھ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے دعا کی۔

اللھم انی اعوذبك من راس الستین وامارة الصبیان۔

(یارب! میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں ۶۰ھ کے آغاز اور لڑکوں کی حکومت سے)

اس دعا سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابوہریرہ جو حامل اسرار تھے۔ انہیں معلوم تھا کہ ۶۰ھ کا آغاز لڑکوں کی حکومت ہے اور فتنوں کا وقت ہے۔ ان کی یہ دعا قبول ہوئی اور انہوں نے ۵۹ھ میں بمقام مدینہ طیبہ رحلت فرمائی۔ [1]

صدر الشریعہ مولانا امجد علی صاحب بھی یزید کو فاسق و فاجر اور مرتکب کبائر سمجھتے تھے

چنانچہ وہ فرماتے ہیں۔

(عقیدہ) یزید پلید فاسق، فاجر، مرتکب کبائر تھا۔ معاذ اللہ اس سے اور ریحانہ (خوشبو) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کیا نسبت۔ آج کل جو بعض گمراہ کہتے ہیں کہ ہمیں ان کے معاملہ میں کیا دخل ہے۔ ہمارے وہ بھی شہزادے۔ وہ

[1] سوانح کربلا ص۶۳ و ص۶۴

Marfat.com

بھی شہزادے - ایسا بکنے والا مردود، خارجی، ناصبی، مستحق جہنم ہے - ہاں! یزید کو کافر کہنے اور اس پر لعنت کرنے میں علماے اہل سنت کے تین قول ہیں اور ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مسلک سکوت - یعنی ہم اسے فاسق، فاجر کہنے کے سوا نہ کافر کہیں نہ مسلمان[1])

یزید کی خلافت پر اہل مدینہ راضی نہ تھے -

(۵۱ھ ہجری میں حضرت امیر معاویہؓ نے حج کیا اور اپنے بیٹے یزید کی ولیعہدی اپنی بیعت لینے کے لئے دوسرے لوگوں کے ساتھ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کو بلوایا اور ان سے کہا۔ اے ابن عمرؓ! آپ ہم سے کہا کرتے تھے "مجھے اس شب تار میں بھی سونا پسند نہیں جبکہ ہم پر کوئی امیر نہ ہو"۔ اب مسلمانوں میں فساد انگیزی اور ان کی لاٹھی کے دو ٹکڑے کرنے میں سے تم کو محفوظ دیکھنا چاہتا ہوں۔ اس پر حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کھڑے ہوئے اور حمد و صلوٰۃ کے بعد کہا۔ تم سے پہلے بھی خلفاء ہوئے ہیں اور ان کے فرزند بھی تھے اور تمہارا بیٹا ان کے فرزندوں سے بہتر نہیں ان خلفائے راشدین نے اپنے بیٹوں کے لئے وہ امر ناپسند کیا جو تم اپنے بیٹے کے لئے کرنا چاہتے ہو۔ واقعہ یہ ہے کہ انہوں نے خلیفہ کا انتخاب عام مسلمانوں پر چھوڑا اور ہر دور کے مسلمانوں نے اپنے حق خود اختیاری کے پیش نظر اپنے لئے خلیفہ کا انتخاب کیا۔ اب بحالت موجودہ آپ مجھے ڈرا رہے ہیں کہ میں مسلمانوں کی متحدہ قوت کے دو ٹکڑے نہ کردوں -

بخدا میں مسلمانوں میں انتشار کرنے والا نہیں ہوں - میں امت مسلمہ کا ایک فرد ہوں۔ جب پوری امت کسی پر اجماع کریگی تو میں بھی اسی کو مان لونگا۔

یہ سن کر امیر معاویہؓ نے کہا "اللہ آپ پر رحمتیں نازل کرے"۔ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ واپس چلے گئے۔[2]

[1]: بہار شریعت ج ۱ صـ ۶۵ و صـ ۶۶ مطبوعہ لاہور

Marfat.com

(یعنی پھر حضرت امیر معاویہؓ نے عبدالرحمن بن ابوبکرؓ کو بلوا کر پہلے کی طرح ان سے بھی کہا۔ دوران کلام میں حضرت عبدالرحمن نے قطع کلام کرتے ہوئے کہا۔ آپ کو گمان ہو گیا ہے کہ آپ کے بیٹے یزید کی ولی عہدی کے متعلق ہم لوگوں نے آپ کو اپنا وکیل ومختار عام بنالیا ہے۔

بخدا۔ آپ ایسا نہ کریں۔ ہمارا مقصد یہ ہے کہ تمام مسلمان مجلس شوریٰ میں کسی بات پر متفق ہو جائیں۔ ورنہ میں بتلائے دیتا ہوں کہ تفرقہ اندازی کا بار آپ کے کندھوں پر رہے گا۔ اتنا کہہ کر حضرت عبدالرحمن جانے کے لئے بیٹھ گئے تو حضرت معاویہؓ نے کہا۔

اے اللہ میری مدد کر اور یزید کی ولی عہدی وخلافت کے نتائج سے میری ذات کو محفوظ رکھ۔ پھر حضرت عبدالرحمن سے کہا اے جانے والے! یہاں سے اپنا تخیل شامیوں کے پاس نہ جانے دیجئے۔ مجھے خوف ہے کہ میرے اس معاملہ میں آپ سبقت کر بیٹھیں گے۔ مجھے صرف اتنی مہلت دیجئے کہ میں سب کو مطلع کر دوں کہ آپ نے بیعت کر لی ہے پھر حسب دل خواہ جو چاہے کر لیجئے گا۔[1])

اس کے بعد حضرت امیر معاویہؓ نے عبداللہ بن زبیر کو بلوا کر کہا۔ اے ابن زبیر! تم اس تیز لومڑی کی مانند ہو جو ایک بل سے نکل کر دوسری میں گھس جاتی ہے میرا یقین ہے کہ ابوبکر وعمر کے فرزندوں سے تم مل چکے ہو اور ان کے کان میں تم نے کچھ پھونک دیا ہے اور ان دونوں کو ان کی ذاتی رائے کے خلاف کسی اور کے حق میں رائے دہی پر آمادہ کر دیا ہے۔ یہ سنکر عبداللہ ابن زبیرؓ نے کہا۔ آپ اگر تخت شاہی سے بیزار ہو گئے ہیں تو بصد شوق استعفیٰ دیجئے اور اس کے بعد اپنے صاحبزادہ کو کھڑا کیجئے تاکہ ہم اس کی بیعت کر سکیں۔ ذرا خود غور کیجئے کہ آپ کی موجودگی میں اگر ہم آپ کے صاحبزادہ کی

۱؎ ما ثبت بالسنہ اردو ص ۳۱ طبع کراچی) و شہید کربلا ص ۱۲ مطبوعہ دارالاشاعت کراچی۔

Marfat.com

بیعت کر لیں تو فرمائیے کہ ہم کس کی سنیں اور کس کا کہا مانیں۔ کیونکہ دو خلیفہ موجود ہیں گے اور واضح رہے کہ وقت واحد میں دو خلیفہ نہیں ہو سکتے۔ یہ کہہ کر عبداللہ بن زبیر چلے گئے۔

اس کے بعد حضرت امیر معاویہؓ نے منبر پر چڑھ کر حمد و ثنا کے بعد کہا "میں نے کچھ اشخاص کی یہ باتیں سنی ہیں کہ ابن ابوبکر، ابن عمر اور ابن زبیر کسی قیمت پر یزید کی خلافت کی بیعت نہیں کریں گے حالانکہ ان حضرات نے برضا و رغبت یزید کی بیعت کر لی ہے۔ یہ سن کر شامیوں نے کہا۔ ہم اس وقت یہ ہرگز تسلیم نہیں کریں گے البتہ اس وقت مان لیں گے جب وہ ہم سب کی موجودگی میں بیعت یزید کا علی الاعلان اقرار کریں۔ بصورت دیگر ہم ان کے سر قلم کر دیں گے۔ اس پر حضرت امیر معاویہؓ نے کہا سبحان اللہ، استغفر اللہ، قریش کی شان میں اس قدر جلد بازی اور یہ شرارت —— یاد رکھو! آج کے بعد تم میں سے کسی کی زبان سے آئندہ ایسی گستاخ باتیں نہ سنوں"۔ اس کے بعد منبر سے اتر گئے۔

لوگوں نے باہم کہنا شروع کر دیا کہ ابن ابوبکرؓ، ابن عمرؓ اور ابن زبیرؓ نے بیعت کر لی۔ حالانکہ یہ ہر سہ حضرات قسمیہ کہتے رہے ہیں کہ ہم میں سے کسی نے بھی یزید کی بیعت نہیں کی ہے اور کیفیت یہ کہ لوگ ہاں اور نہیں یعنی مثبت و منفی اقوال زبان پر لاتے رہے اور امیر معاویہؓ مدینہ سے روانہ ہو کر مملکت شام چلے گئے۔[۱]

اہلِ مدینہ نے یزید کی امارت کو ہرقل کی شہنشاہی کہا

صاحبزادہ عبدالرسول صاحب لکھتے ہیں۔

کچھ عرصہ کے بعد خلیفہ (یعنی امیر معاویہؓ) کا دوسرا خط اہل مدینہ کو سنایا گیا۔ جس میں صاف طور پر یزید کا نام لیا گیا تھا۔ اس کے سنتے ہی لوگوں نے احتجاج کیا اور کہا

[۱] ماثبت بالسنہ اردو صہ ۳۱ - ۳۲

Marfat.com

تم لوگ خلافت کو ہرقل کی شہنشاہی میں تبدیل کرنا چاہتے ہو کہ ایک ہرقل کے بعد دوسرا ہرقل تخت نشین ہو۔[1]

امام بخاری، امام نسائی اور امام ابن ابی حاتم نے اپنی تفاسیر میں روایت کیا ہے کہ بے شک مروان حضرت معاویہ کے زمانہ میں اہل حجاز کا گورنر تھا۔ اس نے مدینہ منورہ میں خطبہ دیا اور کہا بے شک اللہ تعالیٰ نے امیر المومنین جناب معاویہ کو اپنے بیٹے کے لئے اچھی رائے دکھائی ہے کہ وہ اسے اپنے بعد خلیفہ بنائے۔ حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بھی خلیفہ بنائے تھے۔ لہٰذا یہ ان کی سنت ہے۔ مروان کی اس بات کے کہنے پر حضرت سیدنا عبدالرحمٰن بن ابوبکر نے علی الاعلان کہہ دیا (او مروان) بلکہ ہرقل اور قیصر کے دستور و طریقہ پر عمل ہے۔ قسم بخدا حضرت ابوبکر نے اپنے بعد اپنے بیٹوں اور خاندان والوں سے کسی کو بھی خلیفہ نہیں بنایا اور نہ ہی حضرت عمر نے اپنے بیٹوں کو خلیفہ بنایا۔

اہل حجاز امام حسین کی خلافت چاہتے تھے۔

حجاز کے عام مسلمانوں کی نظریں اہل بیت اطہار پر لگی ہوئی تھیں۔ خصوصاً حضرت حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، پر جن کو وہ (سب لوگ) بجا طور پر حضرت معاویہ رضؓ کے بعد مستحق خلافت سمجھتے تھے۔ وہ اس میں حضرت حسین، حضرت عبداللہ بن عمر، عبدالرحمٰن بن ابی بکر، عبداللہ بن زبیر اور عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی رائے کے منتظر تھے کہ وہ (حضرات) کیا کرتے ہیں۔ ان حضرات کے سامنے اول تو کتاب و سنت کا یہ اصول تھا کہ خلافت اسلامیہ خلافت نبوت ہے اس میں وراثت کا کچھ کام نہیں کہ باپ کے بعد بیٹا خلیفہ ہو۔ بلکہ ضروری ہے کہ آزادانہ انتخابات سے خلیفہ کا تقرر کیا جائے۔

(یزید) دوسرے یزید کے ذاتی حالات بھی اس کی اجازت نہ دیتے تھے کہ تمام

---

[1] : تاریخ اسلام صـ۲۰۰ تاریخ اسلام مصنف صاحبزادہ غلام رسول

Marfat.com

ممالک اسلامیہ کا خلیفہ مان لیا جائے۔ ان (حق پرست مقدس) حضرات نے اس (یزید کی بیعت والی) سازش کی مخالفت کی اور ان میں سے اکثر آخر دم تک مخالفت پر ہی رہے اس حق گوئی اور حمایت حق کے نتیجہ میں مکہ و مدینہ میں دار و رسن اور کوفہ و کربلا میں قتل عام کے واقعات پیش آئے۔

مروان کا مشورہ قتل حسین کا۔

مولوی عبدالرب دیوبندی دہلوی لکھتے ہیں۔

ولید بن عقبہ نے مروان کو بلایا۔ نامہ یزید کا سنایا۔ مشورہ پوچھا۔ مروان تو برادر شیطان تھا اور دشمن قدیم (پرانا) اہل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا۔ بولا کہ تجھے اس میں بڑی کوشش کرنی چاہیئے۔ ہرگز ہرگز تاخیر نہ کرنا اور جہاں تک ہوسکے جلدی کر اس کام میں۔ اگر امام حسین علیہ السلام بیعت یزید کی نہ کریں گے تو ان کی طرف ہجوم خلائق ہوجائے گا۔ سلطنت میں فرق پڑے گا۔ اس صورت میں قتل کرنا انکا ضروری ہے۔

کیا یزید امیر المومنین تھا

نوفل بن فرات کا بیان ہے کہ عمر بن عبدالعزیز کے پاس میں بیٹھا ہوا تھا۔ اتنے میں کسی نے یزید بن معاویہ کا تذکرہ کرتے ہوئے امیر المومنین یزید بن معاویہ کہا اس خلیفہ وقت عمر بن عبدالعزیز نے کہا: "اے شخص تو نے یزید کو امیر المومنین کہا یہ تیرا جرم ہے۔ پھر اس شخص کو بیس کوڑے لگوائے۔

کیا یزید پیدائشی جنتی تھا؟

خالد بن معدان کہتے ہیں کہ عمیر بن اسود عنسی نے بتایا۔ میں عبادہ بن صامت کے پاس جب وہ ساحل حمص پر اترنے والے تھے پہنچا۔ ان کی بیوی ام حرام بھی ان کیساتھ تھیں۔

Marfat.com

عمیر کہتا ہے کہ ہمیں اُم حرام نے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی حدیث سنائی کہ آپ نے فرمایا! میری اُمت سے جو پہلا گروہ بحری جہاد کرے گا ان کے لئے جنت واجب ہو گئی۔ اُم حرام نے عرض کی۔ یا رسول اللہ میں بھی ان میں ہوں؟ فرمایا! واقعی تو ان میں ہے۔ بی بی کہتی ہیں کہ پھر آپ نے فرمایا! میری اُمت کا جو پہلا لشکر قیصر کے شہر میں جہاد لڑے گا اس کے لئے بخشش کی گئی ہے۔

رہا یزید کا معاملہ تو یزید عنید قیصر روم کے شہر قسطنطنیہ کی پہلی لڑائی و جہاد میں ہرگز شریک نہیں ہوا تھا۔

اس پر محدثین کا اتفاق ہے۔ چنانچہ علامہ ابن اثیر فرماتے ہیں۔

ترجمہ: کہا گیا ہے کہ ۵۰ھ ہجری میں حضرت امیر معاویہ نے سفیان بن عوف کی سپہ سالاری میں ایک لشکر جرار بلاد روم کی طرف روانہ کیا اور اپنے بیٹے یزید عنید کو ان کے ساتھ جہاد میں شریک ہونے کا حکم دیا۔ یزید اپنی بدطینی کی وجہ سے حیلے بہانے تراشنے لگا تو امیر معاویہ نے یزید کو نہ بھیجا۔

شیخ المحدثین علامہ امام بدرالدین عینی حنفی شارح صحیح بخاری فرماتے ہیں۔

ترجمہ: کہا گیا ہے کہ حضرت امیر معاویہ نے ایک لشکر جس کے امیر حضرت سفیان بن عوف تھے قسطنطنیہ پر چڑھائی کرنے کے لئے بھیجا۔ وہ لشکر روم کے شہروں کو فتح کرتے ہوئے بڑھتا چلا گیا۔ اس لشکر میں سیدنا ابن عباس، سیدنا ابن عمر، سیدنا ابن زبیر اور سیدنا ابو ایوب انصاری شریک تھے اور سیدنا ابو ایوب نے زمانہ حصار میں وہیں وفات پائی۔

(علامہ امام عینی فرماتے ہیں) "میں کہتا ہوں کہ یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ یہ اکابر صحابہ سیدنا سفیان بن عوف کی قیادت میں تھے۔ یزید عنید ان کے ساتھ بھی نہیں تھا کیونکہ یزید پلید اس کا اہل ہی نہ تھا کہ یہ سردار صحابہ اس کی خدمت میں ماتحت رہتے۔"[1]

---

[1] عمدۃ القاری ج ۶ ص ۱۴۹

Marfat.com

شیخ الاسلام فرماتے ہیں۔

ترجمہ:۔ اکثر کے نزدیک قیصر کے شہر سے قسطنطنیہ مراد ہے جو جلیل القدر صحابہ جیسے سیدنا ابن عمر، سیدنا ابن عباس، سیدنا ابن زبیر اور سیدنا ابو ایوب انصاری کے ہاتھوں فتح ہوا تھا۔ سیدنا ابو ایوب کی وفات اسی جگہ پر قلعہ کی دیوار کے نزدیک ہوئی تھی۔ قحط کی حالت میں رومی آپ کے مزار کے وسیلہ سے طلب بارش کی دعا مانگتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ اس لشکر کا سپہ سالار ۵۲ھ ہجری میں یزید بن معاویہ تھا۔

یا سفیان بن عوف کی قیادت میں امیر معاویہ نے قسطنطنیہ کی طرف لشکر بھیجا۔

علامہ امام عینی الحنفی شارح بخاری فرماتے ہیں کہ یہ بات بہت مشہور و ظاہر ہے کہ سفیان بن عوف قائد لشکر تھے کیونکہ یزید قیادت کا اہل نہیں تھا کہ جو سردار صحابہ اس کی غلامی میں بند ھے رہتے۔

علامہ عبدالرسول صاحب لکھتے ہیں۔

حضرت امیر معاویہؓ نے بزنطینی (مشرقی روما) حکومت کے پایہ تخت قسطنطنیہ کو فتح کرنے کا منصوبہ بنایا تاکہ اس (متواتر جنگ کے) سلسلے کو ختم کر دیا جائے جب اس حملے کی اطلاع مکہ و مدینہ میں پہنچی تو مقتدر صحابہ اس مہم میں شمولیت کے لئے آمادہ ہو گئے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فاتحین قسطنطنیہ کو مغفرت کی بشارت دی تھی ان لوگوں میں حضرت عبداللہ بن عمر، امام حسین، ابو ایوب انصاری، عبداللہ بن عباس اور عبداللہ بن زبیر کے نام قابل ذکر ہیں۔ سفیان بن عوف کو اس فوج کا سالار مقرر کیا گیا۔[1]

---

[1] ہسٹ تاریخ اسلام صہ ۱۹۸ طبع ایم آر لاہور ۔ شیخ الاسلام۔ شرح بخاری جز ۱۱
(عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری ج ۶ صہ ۱۳۱)

ترجمہ:۔ میں کہتا ہوں وہ کونسی منقبت ہے جو یزید کے لئے ثابت ہو گئی جبکہ اس کا زنانی تمرانی تارک صلوٰۃ ہونا یہ حال بہت مشہور ہے۔ اگر کوئی یہ کہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

نے اس لشکر کے حق میں مغفور لہم فرمایا ہے، تو میں یہ کہتا ہوں کہ اس عموم میں یزید کے داخل ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ کسی دوسری دلیل کے ساتھ اس مغفور لہم سے خارج نہ ہو سکے کیونکہ اس میں تو اہل علم کا کوئی اختلاف ہی نہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمان مغفور لہم میں وہی داخل ہیں جو مغفرت کے اہل ہیں۔ حتیٰ کہ اگر ان غزوہ کرنے والوں سے کوئی پھر اور مرتد ہو گیا ہے تو وہ یقیناً اس بشارت کے عموم سے خارج ہے (جیسے یزید عنید علیہ ما یستحقہ) پھر یہ دلیل واضح ہے کہ جس کے لیے مغفرت کی شرط پائی جائے اسی کے واسطے مغفرت ہے۔

ترجمہ:۔ حدیث "مغفور لہم" سے مہلب نے یزید کی خلافت اور اس کے جنتی ہونے کا استدلال کیا ہے کہ وہ حدیث کے جملہ "مغفور لہم" کے عموم میں داخل ہے۔

(الجواب) اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ یہ بات محض بنی اُمیہ کی حمایت میں کہی گئی ہے اور یزید کے اس عموم میں داخل ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ کسی اور خاص دلیل سے اس حدیث "مغفور لہم" سے خارج نہ ہو سکے (بلکہ وہ خارج ہو گیا ہے) کیونکہ اس میں اختلاف نہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ فرمان "مغفور لہم" اس شرط کے ساتھ مشروط ہے کہ وہ لوگ مغفرت کے اہل ہوں حتیٰ کہ اگر کوئی مجاہد اس غزوہ کے بعد ان سے مرتد ہو جائے یعنی پھر جائے تو وہ بالاتفاق اس بشارت میں داخل نہیں رہے گا۔ ابن منیر نے بھی یہی بات کہی ہے اور بے شک کچھ علماء نے یزید پر لعنت کا اطلاق کیا ہے جیسا کہ علامہ امام سعد الدین تفتازانی نے شرح عقائد ص۱۱۳ پر نقل فرمایا ہے

یزید کی منقبت [لے] و خوشامد پر ابن تین و ابن منیر نے مہلب پر سخت گرفت کی ہے۔ ان کی بات کا خلاصہ یہ ہے کہ یزید کے اس عموم میں داخل ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ کسی اور خاص دلیل کے ساتھ اس حدیث "مغفور لہم" سے خارج نہ ہو سکے۔ (بلکہ وہ یزید تو اس حدیث سے خارج ہے۔ اس میں تو اہل علم کا کوئی اختلاف ہی نہیں کہ

لے:۔ ارشاد الساری شرح صحیح بخاری ج ۵ ص ۱۰۱ [کے] شرح بخاری علی حاشیہ تیسیر الباری ج

علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد "مغفور لہم" میں وہی داخل ہیں جو مغفرت کے اہل ہیں
تک کہ اگر ان غازیوں سے کوئی غزوہ کرنے کے بعد مرتد ہو جاتے تو وہ بالاتفاق اس
بشارت میں داخل نہیں رہے گا۔ بس یہ صاف طور پر دلالت کرتا ہے کہ مغفرت سے
مراد ہے کہ جس کے لئے مغفرت کی شرط پائی جاتے اس کے واسطے مغفرت ہو۔
بعض اہل تحقیق کے نزدیک مدینۂ قیصر سے مراد قسطنطنیہ کا شہر نہیں ہے بلکہ حمص کا شہر
مراد ہے اور حمص کے غزوہ میں یزید قطعاً شریک نہیں ہوا۔

چنانچہ شیخ الاسلام فرماتے ہیں۔

ترجمہ:- اور بعض محققین یہ بیان کرتے ہیں کہ قیصر کے شہر سے مراد وہ شہر
ہے جس میں قیصر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حدیث ارشاد فرمانے کے وقت میں رہتا
تھا اور وہ حمص کا شہر ہے جو اس وقت قیصر کی مملکت کا دارالخلافہ تھا۔ اور حمص کے
غازیوں میں یزید کا نام ہرگز شامل نہیں ہو سکتا۔ جب وہ شامل نہیں تھا تو بشارت کا مستحق
کیسے ٹھہرے گا۔ اور جنتی کیسے بن جائے گا۔[۱]

بلکہ یزید فاسق فاجر تھا۔

علامہ ابن کثیر کے نزدیک یزید فاسق وفاجر تھا

یزید کے فسق و فجور کے لئے علامہ ابن کثیر کی رائے ملاحظہ ہو۔ وہ البدایہ والنہایہ
میں روافض کے مزعومات کی تردید کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

بل قد کان فاسقاً۔[۲]

بلکہ یزید بلاشبہ بدکار تھا۔

فسق و فجور کی تفصیل بیان کرتے ہوئے علامہ ابن کثیر یوں لکھتے ہیں۔

---

[۱] شرح بخاری شیخ الاسلام علی حاشیہ تیسیر الباری ج ۲ ص ۶۹ ۔ [۲] البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۲۳۲

Marfat.com

بلکہ یزید بلاشبہ بدکار تھا۔

فسق و فجور کی تفصیل بیان کرتے ہوئے علامہ ابن کثیر یوں لکھتے ہیں۔

اور تحقیق روایت کیا گیا ہے کہ یزید راگ رنگ، شراب نوشی اور سیر و شکار کا اپنے زمانے میں مشہور تھا۔ نوخیز لڑکوں، گانے والی لڑکیوں، دوشیزاؤں اور کتوں کو اپنے گرد جمع رکھتا تھا۔ سینگ والے بڑا کا مینڈھوں اور بندروں کے درمیان لڑائی کا مقابلہ کراتا تھا ہر دن صبح کو شراب سے مخمور ہوتا تھا۔ زین کسے ہوئے گھوڑوں پر بندروں کو رسی سے باندھ دیتا تھا اور پھیرا تا تھا۔ بندروں اور نوعمر لڑکوں کو سونے کی ٹوپیاں پہناتا۔ گھوڑوں کے درمیان دوڑ کا مقابلہ کراتا۔ جب کوئی بندر مرجاتا تو اس کا سوگ مناتا تھا[1]۔

بڑے سہارا مورخ ابن خلدون نے بھی یزید کو فاسق کہا ہے

بہرحال اسید نا امام حسین پس جبکہ یزید کا فسق و فجور تمام اہل زمانہ پر ظاہر ہو گیا تو کوفہ کے شیعان اہل بیت نے اپنے ہاں آنے کی دعوت دی[2]۔

علامہ امام ذہبی کے نزدیک یزید شرابی اور بہت برا تھا

وقال الذهبی ولما فعل یزید باهل المدینة ما فعل مع شربه الخمر واتیانه المنکرات اشتد علیه الناس وخرج علیه غیر واحد ولم یبارك الله فی عمره[3]۔

مولانا اقبال الدین ماثبت بالسنہ کا ترجمہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

علامہ ذہبی کا بیان ہے کہ یزید نے باشندگانِ مدینہ کے ساتھ جو سختیاں کیں وہ کیں۔ اس کے باوجود وہ شراب خور اور ممنوعہ اعمال کا مرتکب تھا۔ اسی سبب سے لوگ اس سے ناراض ہوئے اور اس پر سب نے متفقہ طور پر چڑھائی کا ارادہ کیا اللہ نے یزید کو غارت (یعنی تباہ) کیا۔

---

[1] البدایہ والنہایہ [illegible] [2] مقدمہ ابن خلدون [illegible] [3] الصواعق المحرقہ عربی

امام ابوشکور سالمی کے نزدیک یزید باطل اور بدمعاشی پر تھا،

اہل سنت وجماعت نے یہی کہا ہے کہ بے شک حق حضرت سید الحسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں تھا اور یزید کے بارے میں کہتے ہیں کہ واقعی وہ شرابی تھا۔ خدا تعالیٰ کی یاد سے غافل کرنے والے کھیل وسُرود کے شغل کرتا تھا۔ یزید نے حق والوں کے حق کو روک دیا۔ اور دین اسلام کا بے فرمان ہو گیا۔[1]

مولانا شاہ احمد رضا خان کے نزدیک یزید پلید فاسق وفاجر تھا

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اس طائفہ خائفہ خصوصاً ان کے پیشوا کا حال مثل یزید پلید علیہ ما علیہ کے ہے کہ محتاطین نے اس کی تکفیر سے سکوت پسند کیا۔ ہاں یزید مرید (سرکش) اور ان کے امام عنید میں اتنا فرق ہے کہ اس خبیث سے ظلم وفسق متواتر مگر کفر متواتر نہیں اور ان حضرت سے یہ سب کلمات کفر اعلیٰ درجہ تواتر پر ہیں[2] نیز فرماتے ہیں۔

کہ یزید کو اگر کوئی کافر کہے تو ہم منع نہیں کریں گے۔ اور خود نہیں کہیں گے۔[3] دیگر

" یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ بعض جہال ضعیف الایمان اس پر شک کرنے لگتے ہیں اور اسی قبیل سے ہے جاہل وہابیوں کا اعتراض کہ اولیاء اگر اللہ کی طرف سے کچھ قدرت رکھتے تو امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیوں ایسی مظلومی کے ساتھ شہید ہو جاتے ایک اشارے میں یزید پلید کے لشکر کو کیوں نہ غارت فرما دیا۔ مگر یہ سفہا نہیں جانتے کہ ان کی قدرت جو انہیں ان کے رب نے عطا فرمائی رضا تسلیم وعبدیت کے ساتھ ہے[4]

[1] ۔ شرح العقائد عربی حاشیہ نمبر ۱ ص ۱۱۳ مطبوعہ محمد سعید کراچی۔ [2] ؛ الکوکبۃ الشہابیہ ص ۶۲ [3] ۔ الملفوظ ج ۱ ص ۱۱۳ مطبوعہ مدینہ کراچی۔ [4] ختم النبوۃ ص ۲۲

Marfat.com

نواب صدیق حسن کے نزدیک یزید بے نماز، شرابی، زانی اور بے غیرت تھا

چنانچہ وہ تحریر فرماتے ہیں

" وی تارک صلوٰۃ و شارب خمر و زانی و فاسق و مستحل محارم بود۔

اور وہ یزید بے نماز، شرابی، زانی، بدکار اور محرمات کو حلال سمجھنے والا تھا یعنی ماں، بہن، بیٹی، دادی، نانی، پھوپھی اور خالہ وغیرہ کے ساتھ نکاح و ہم بستری کو جائز سمجھتا تھا۔ بہرحال امام حسین پس جبکہ یزید کا فسق و فجور تمام اہل زمانہ پر ظاہر ہو گیا تو کوفہ کے) شیعیان اہل بیت نے اپنے ہاں آنے کی دعوت دی۔

مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی دیوبندی کا نظریہ یزید کے بارے میں

کسی سائل نے مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی، دیوبندی سے یزید کے فسق و فجور کے مدلل سوال سے جواب طلب کیا تو مولوی گنگوہی خاموشی کا سبق دیتے ہوئے یزید کے افعال کو ناشائستہ اور موجب لعن کہنے پر مجبور ہو گئے۔ مکمل سوال اور اس کا مکمل جواب ملاحظہ فرمائیں۔

سوال:۔ یزید کہ جس نے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کرایا وہ قابل لعن ہے یا نہیں؟ گو کہ لعن کرنے میں احتیاط کرے؟ بہت سے اکابر دین درباب لعن یزید تحریر فرما چکے ہیں۔ چنانچہ حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ شب شہادت کو میں نے ایک آواز غیب سُنی۔ کوئی کہتا تھا ؎

ایھا القاتلون جھلا حسینا ۔ بشروا بالعذاب والتذلیل

قد لعنتم علی لسان ابن داؤد ۔ وموسٰی وحامل الانجیل

کذا فی تحریر الشہادتین (وصواعق محرقہ)

" اے وہ لوگو! جنہوں نے حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جہالت سے قتل کیا، عذاب اور ذلت کی خوشخبری حاصل کرو۔ تم ابن داؤد کی زبان پر لعنت کیے گئے ہو اور موسیٰ اور صاحب انجیل کی زبان پر بھی۔ (تحریر الشہادتین میں اسی طرح لکھا ہے)

۱ - [illegible]

Marfat.com

اور امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں تاریخ الخلفاء عربی ص۱۶۷

حضور پر نور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے اہل مدینہ کو ڈرایا، اللہ تعالیٰ اس کو ڈرائے گا اور اس پر اللہ کی اور فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہوگی" (اس کو مسلم نے روایت کیا ہے) اور اہل مدینہ نے اس لئے بیعت کو توڑ دیا کہ یزید نے گناہوں میں بے حد زیادتی کر دی تھی"۔ اور دوسری جگہ فرماتے ہیں۔

پس (حضرت سیدنا امام) حسین (علیہ السلام) قتل کر دیئے گئے اور ان کا سر طشت (تھال) میں لایا گیا۔ حتیٰ کہ ابن زیاد کے سامنے رکھا گیا۔ اللہ تعالیٰ اس پر اور قاتل حسین (علیہ السلام) پر اور اس کے ساتھ یزید پر لعنت کرے"۔

اور بعض محققین مثل امام ابن جوزی اور امام سعد الدین تفتازانی رحمہم اللہ بھی لعن (یزید) کے قائل ہیں۔ چنانچہ مولانا قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکتوبات میں فرماتے ہیں۔

وجہ قول جواز لعن آنست کہ ابن جوزی روایت کردہ کہ قاضی ابو یعلیٰ در کتاب خود معتمد الاصول بسند خود از صالح بن احمد بن حنبل روایت کردہ کہ گفتم پدر خود را کہ اے پدر مردم گمان می برند کہ ما مردم یزید را دوست می داریم احمد گفت کہ اے پسر کسیکہ ایمان بخدا و رسول داشتہ باشد او را دوستی یزید چگونہ روا باشد و چرا لعنت نہ کردہ شود بر کسیکہ خدا بروئے در کتاب خود لعنت کردہ گفتم در قرآن کجا بر یزید لعنت کردہ است احمد گفت۔ "فھل عسیتم ان تولیتم"

لعنت (یزید) کے جواز کا قول اس بنا پر ہے کہ ابن جوزی نے روایت کی ہے کہ قاضی ابو یعلیٰ اپنی کتاب "معتمد الاصول" میں اپنی سند کے ساتھ صالح بن احمد بن حنبل سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے کہا کہ اے باپ! لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ ہم یزید کے لوگوں کو دوست رکھتے ہیں۔ احمد نے فرمایا: اے بیٹے! جو شخص خدا اور رسول پر ایمان رکھتا ہو اس کو یزید کی دوستی کس طرح جائز ہو سکتی ہے اور کس لئے لعنت نہ

Marfat.com

کی بات اس شخص پر کہ جس پر اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں لعنت فرمائی ہو۔ میں نے کہا۔ قرآن میں یزید پر لعنت کہاں ہے تو احمد نے فرمایا۔ اس آیت میں فھل عسیتم ان تولیتم ۔ سو اگر تم کنارہ کش ہو تو آیا تم کو یہ احتمال بھی ہے کہ تم دنیا میں فساد مچا دو اور آپس میں قطع قرابت کر دو؟

اور نیز مکتوبات صفحہ ۲۰۲ میں ہے: "غرضیکہ کفر بر یزید از روایت معتبرو ثابت می شود پس او مستحق لعن است اگرچہ در لعن گفتن فائدہ نیست لیکن الحب فی اللہ والبغض فی اللہ مقتضی آنست واللہ اعلم۔" غرضیکہ یزید پر کفر معتبر روایات سے ثابت ہوتا ہے پس وہ مستحق لعنت ہے۔ اگرچہ لعنت کرنے میں کوئی فائدہ نہیں ہے۔ لیکن اللہ کے لئے محبت اور اللہ کے لئے دشمنی کا مقتضا یہ ہے (کہ یزید کو لعنتی سمجھنا چاہیئے) واللہ اعلم"۔

ان عبارات مذکورہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آئمہ حضرات یزید کے کفر کے قائل بھی تھے اور بعض حضرات اکابر دین لعن کو جائز نہیں فرماتے ہیں۔ اس واسطے کہ یزید کے کفر کا دلیل محقق نہیں۔ پس وہ قابل لعن نہیں۔ لہٰذا یزید کو کافر کہنا اور لعن کرنا جائز ہے یا نہیں؟ مدلل ارقام فرمائیں۔

جواب:۔ حدیث صحیح ہے کہ جب کوئی کسی پر لعنت کرتا ہے اگر وہ شخص قابل لعن ہے تو لعن اس پر پڑتی ہے ورنہ لعنت کرنے والے پر رجوع کرتی ہے۔ پس جب تک کسی کا کفر پر مرنا محقق نہ ہو جائے اس پر لعنت کرنا نہیں چاہیئے کہ اپنے اوپر عودِ لعنت کا اندیشہ ہے۔ لہٰذا یزید کے وہ افعال ناشائستہ ہرچند موجب لعن کے ہیں مگر جس کو محقق اخبار سے اور قرائن سے معلوم ہو گیا کہ وہ ان مفاسد سے راضی و خوش تھا اور ان کو مستحسن اور جائز جانتا تھا اور بدون توبہ کے مر گیا تو وہ لعن کے جواز کے قائل ہیں اور مسئلہ یونہی ہے۔ اور جو علماء اس میں تردد رکھتے ہیں کہ اول میں وہ مومن تھا اس کے بعد اُن افعال کا وہ مستحل تھا یا نہ تھا اور ثابت ہوا یا نہ ہوا تحقیق نہیں ہوا۔ پس

Marfat.com

بدون تحقیق اس امر کے لعن جائز نہیں لہٰذا وہ فریق علماء کا بوجہ حدیث منع لعن مسلم کے لعن سے منع کرتے ہیں اور یہ مسئلہ بھی حق ہے۔ پس جواز لعن و عدم جواز کا مدار تاریخ پر ہے۔ اور ہم مقلدین کو احتیاط سکوت میں ہے کہ اگر لعن جائز ہے تو لعن نہ کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ لعن نہ فرض ہے نہ واجب نہ سنت نہ مستحب، محض مباح ہے اور جو وہ محل نہیں تو خود مبتلا ہونا معصیت کا اچھا نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ رشیدیہ ص۹۱ ج۱)

مولوی رشید احمد گنگوہی یزید کو فاسق کہتے ہیں۔

سوال :- یزید کہ جس نے حضرت امام حسین علیہ السلام کو شہید کیا ہے۔ وہ یزید آپ کی رائے شریف میں کافر ہے یا فاسق؟

جواب :- کسی مسلمان کو کافر کہنا مناسب نہیں۔ یزید مومن تھا بسبب قتل کے فاسق ہوا۔ کفر کا حال دریافت نہیں۔ کافر کہنا جائز نہیں کہ وہ عقیدہ قلب پر موقوف ہے۔[1]

اب مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی کے معتقدین یزید پلید کو حق پر سمجھیں تو ان کی مرضی ورنہ اہل علم کا مسلمہ اصول ہے کہ فاسق اپنے فسق و فجور پر رہتے ہوئے اہل حق نہیں ہو سکتا۔ اگر وہ حق والا ہوتا تو فاسق کیوں کہلاتا۔ (فاعتبروا یا اولی الابصار)

مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کا فتویٰ

یزید فاسق تھا اور فاسق کی ولایت مختلف فیہ ہے۔ دوسرے صحابہ نے جائز سمجھا۔ حضرت امام (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے ناجائز سمجھا اور گوا کراہ (مجبوری) میں انقیاد (حکم ماننا) جائز تھا۔ مگر واجب نہ تھا اور متمسک بالحق (یعنی حق پر عمل پیرا) ہونے کے سبب یہ حضرت امام رضی اللہ عنہ مظلوم تھے اور مقتول مظلوم شہید ہوتا ہے۔ شہادۃ غزوہ کے ساتھ مخصوص نہیں۔ پس ہم اسی بنائے مظلومیت پر ان (امام حسین رضی اللہ عنہ) کو شہید مانیں گے۔ باقی یزید کو اس قتال میں اس لئے معذور نہیں کہہ سکتے کہ وہ مجتہد سے اپنی تقلید کیوں

---

[1] :- فتاویٰ رشیدیہ صفحہ ۳۲۲۔ مطبوعہ کراچی۔

Marfat.com

کراتا تھا۔ خصوص جبکہ حضرت امام (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) آخر میں فرمانے بھی لگے تھے کہ میں کچھ نہیں کہتا۔ اس کو تو عداوت ہی تھی۔ چنانچہ امام حسن (رضی اللہ عنہ) کے قتل کی بنا یہی تھی اور مسلط کی اطاعت کا جواز الگ بات ہے۔ مگر مسلط ہونا کب جائز ہے خصوص (یزید جیسے) نا اہل کو۔ اس پر خود واجب تھا کہ معزول ہو جاتا۔ پھر اہل حل وعقد کسی اہل کو خلیفہ بناتے۔[1]

مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی بانی دیوبند اور یزید

یعنی حاصل یہ ہے کہ اہل سنت کے اصول پر یزید کی پہلی حالت تبدیل ہو گئی تھی بعض کے نزدیک وہ کافر ہو گیا اور بعض کے نزدیک اس کا کفر متحقق نہ ہوا۔ بلکہ اس کا سابقہ اسلام بھی فسق کے ساتھ مل جل گیا۔ اگر حضرت امام (حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے اس کو کافر سمجھا تو اس پر خروج کرنے میں (یعنی تلوار اٹھانے میں) کوئی غلطی نہیں کی۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کو بھی یزید کے کفر والی بات پسند آئی (تو انہوں نے اس کو کافر کہا ہے) چنانچہ ہو سکتا ہے کہ کسی کا کافر ہونا ایک شخص کے نزدیک ثابت ہو اور دوسروں کے نزدیک ثابت نہ ہو۔ (تو جس کو کافر ہونا معلوم ہو جاتے اس کو تلوار اٹھانا ضروری ہے) اسی طرح اس پر خروج کرنے میں بھی اختلاف ہو جائے گا (یعنی جو کفر جانیں لڑیں اور جو نہ جانیں نہ لڑیں) اور تکفیر، تفسیق اور تجریح وغیرہ میں کسی کا اتفاق کرنا ضروریات دینی یا بدیہات عقلی سے نہیں ہے۔)

مولانا خرم علی صاحب مترجم "مشارق" نے یزید کو ظالم جاہل اور بے عزت کہا ہے۔

مولانا موصوف "مشارق الانوار" میں ایک حدیث کی تشریح کرتے ہوئے یزید اور مروان کو ہدف طعن بناتے ہیں۔

قارئین کے ذوق وخوشنودی کے لئے مکمل حدیث شریف اور اس کا ترجمہ وتشریح پیش کی جاتی ہے۔

[1] امداد الفتاوی ج ۴ صـ ۵۴۳ [2] : مکتوبات شیخ الاسلام ج ۱ صـ ۲۵۸

Marfat.com

"عن ابی هریرة (قال علیه الصلوٰة والسلام) هلاک امتی و یودیٔ هلکته امتی علی یدی غلمة من قریش[1]"

(ترجمہ) بخاری میں ابوہریرہ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ میری اُمت کی ہلاکی قریش کے لونڈوں کے ہاتھ ہوگی۔

ف صحیح بخاری میں روایت ہے کہ مدینے میں حضرت کی مسجد کے اندر مروان کے رُوبرُو ابوہریرہ نے یہ حدیث بیان کی تو مروان نے کہا "خدا ان پر لعنت کرے۔ کیا وہ لونڈے ہوں گے۔ ابوہریرہ نے کہا۔ اگر میں چاہوں تو ان کے نام بھی لے دُوں کہ فلانا اور فلانا۔

ف یعنی قریش کی قوم سے چند نوجوان بے رحم، بے عقل حاکم ہوں گے۔ مسلمانوں کی بے عزتی اور خونریزی ناحق کریں گے۔ جیسے یزید پلید اور اکثر مروان کی اولاد اور بعضے عباسی بادشاہ یہ حدیث معجزہ ہے کہ جیسا حضرت نے فرمایا ویسا ہی ہوا۔ چنانچہ اس کا مفصل حال تاریخ میں مذکور ہے[2]۔

مولوی محمد طیب صاحب کا یزید سے بگاڑ

" بہرحال یزید کے فسق و فجور پر جبکہ صحابہ کرام سب کے سب ہی متفق ہیں۔ خواہ مبائعین (بیعت کرنے والے) ہوں یا مخالفین پھر آئمہ مجتہدین بھی متفق ہیں اور ان کے بعد علماء راسخین (پختہ علم والے) محدثین فقہا مثل علامہ قسطلانی، علامہ بدرالدین عینی، علامہ ہیثمی، علامہ ابن جوزی، علامہ سعدالدین تفتازانی، محقق ابن ہمام، حافظ ابن کثیر، علامہ الکیا الہراسی جیسے محققین (صحیح بات بتانے والے) یزید کے فسق پر علما سلف کا اتفاق نقل کر رہے ہیں اور خود بھی اسی کے قائل ہیں ——— تو اس سے زیادہ یزید کے فسق پر متفق علیہ ہونے کی شہادت اور کیا ہو سکتی ہے[3]۔

مولوی صاحب موصوف دوسرے مقام پر لکھتے ہیں۔

"فسق تو فسق بعض آئمہ کے یہاں تو یزید کی تکفیر (کفر تک کا مسئلہ زیر بحث آگیا۔ یعنی جن کو ان کے فسقی دواعی اور اندرونی جذبات کھلنے پر ان کی اطلاع ہوئی تو انہوں نے اس پر کفر تک کا حکم لگا دیا۔ گو یا جمہور کا مسلک نہیں لیکن اس سے کم از کم اس کے فسق کی تصدیق اور تائید تو ضرور ہو جاتی ہے[4]۔

لہ:- بخاری شریف ج ۲ ص ۱۰۴۶

[illegible] ص ۱۵۶ [illegible] ص ۱۵۲-۱۵۱ [illegible] ص ۵۳۹ [illegible]

یزید ظالم تھا نہ کہ رحمدل

فتاویٰ عالمگیری میں کہ یزید ظالم اور جاہل تھا

فتاوی ہذا میں بادشاہوں کے لئے عالم ہونا کی بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

تم دیکھو کہ جن بادشاہوں کو علم نہیں ہوتا وہ حکومت یعنی انصاف نہیں کر سکتے۔ بلکہ یزید کی طرح ظلم و ایذا کے مرتکب ہوتے ہیں۔ پس سلطنت و حکومت ان کے حق میں وبال ہے[1]

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے نزدیک یزید بدکار، ظالم تھا

اور لکھا یزید نے عامل کو جو مدینہ میں تھا یعنی ولید بن عقبہ کو کہ بیعت لیوے حسین علیہ السلام سے۔ سو انکار کیا (سیدنا) حسین علیہ السلام نے اس (یزید) کی بیعت سے اس واسطے کہ تھا یزید مرد فاسق (بے حکم) شرابی، ظالم[1]

شاہ سلامت اللہ صاحب مرحوم حاشیہ سر الشہادتین پر لکھتے ہیں۔

"جس مسلمان کو رضائے انبیائے مرسلین اور ائمہ طاہرین کی منظور ہو اسے لازم ہے امتثال امر الٰہی اور اجتناب منہیات اور بدعات کو شعار (طریقہ) اپنا کرے اور انہیں کے طریقہ پر چلے۔ ورنہ انبیاء اور ائمہ، فاسقوں اور فاجروں سے ایسا ہی بیزار ہوں گے جیسے یزید پلید سے[2]۔

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق یوں بھی مرقوم ہے کہ عشرہ محرم الحرام کو مولانا (شاہ عبدالعزیز) صاحب درس شہادت فرمایا کرتے تھے۔ ہزارہا آدمی جمع ہوتا تھا اور اہل تشیع کے ہاں اس کتاب کا پڑھنا اور مرثیہ بند ہو جاتا تھا۔ ایک شخص نے

---

[1] فتاوی عالمگیری اردو جلد ۱ مقدمہ ص ۱۲۱ مطبعہ نول کشور لکھنؤ۔

[1] سر الشہادتین عربی۔ اردو ص ۱۲ [2] تحریر الشہادتین ص

ال کیا کہ جب حضرت امام حسین علیہ السلام اور یزید کا مقابلہ تھا تو حق تبارک و تعالیٰ کس
رف تھے، حضرت نے فرمایا! (اللہ تعالیٰ) میزان عدل پر تھے کہ صبر حضرت امام علیہ السلام
اس مردود یزید کے ظلم پر غالب آیا۔[1]

حضرت زین العابدین رضی اللہ عنہ ملک شام میں یزید پلید کی قید میں اور اپنے نانا جان کی
بارگاہ میں یزید پلید کے ظلم و ستم کی یوں شکایت فرماتے ہیں ۔

یا رحمۃ للعالمین ادرک لزین العابدین	محبوس ایدی الظالمین فی الموکب المزدحم
رحمۃ للعالمین زین العابدین کو سنبھالیئے	وہ ظالموں کے ہاتھوں حیرانی و پریشانی میں گرفتار ہے۔

یزید پر لعنت و کفر کے فتوے

(امام علامہ سعدالدین تفتازانی کے نزدیک یزید قتل امام پر راضی تھا لہٰذا وہ پلید لعنتی ہے

ترجمہ ملاحظہ ہو۔ سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قاتل اور قتل کا حکم دینے والے اور قتل کو جائز سمجھنے والے اور آپ کے قتل سے راضی ہونے والے پر لعنت کرنے میں سب علماء دین کا اتفاق ہے اور یہ صحیح بات ہے کہ یزید سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل پر خوشی منانے اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گھرانے کی توہین و مذلت کرانے میں راضی تھا۔ اگرچہ اس بارے میں اخبار احاد ہیں۔ لیکن متواتر المعنیٰ ہیں اس لئے ہم اہل سنت یزید کی دشمنی اور اس کے بے ایمان ہونے میں کچھ توقف نہیں کرتے یزید اور اس کے دوستوں و ساتھیوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔[2]

سیدنا امام سیوطی اور سیدنا شیخ عبدالحق بخاری محدث دہلوی کے نزدیک یزید و ابن زیاد لعنتی ہیں،

چنانچہ وہ امامان برحق ارشاد فرماتے ہیں۔

---

[1] ... مطبوعہ ایچ ایم سعید کراچی۔ [2] شرح عقائد عربی صفحہ ۱۱۳ ۔ امام نسفی مطبوعہ کراچی

(مولانا اقبال الدین احمد مترجم "ماثبت بالسنۃ" ترجمہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

یزیدی ہتھیار بند فوج نے جب حضرت حسین کو راستے ہی میں گھیر لیا تو آپ نے صلح کی درخواست کی اور کہا۔ یا تو مکہ واپس جانے دو یا یزید کے پاس جانے دو تاکہ خود بذاتہ اس کے ساتھ اپنا معاملہ طے کریں لیکن ان فوجیوں نے آپ کی بات نہ مانی اور کہا ہمیں (ابن زیاد و یزید کی طرف سے) آپ سے جنگ کرنے کا حکم ہے تاکہ آپ کو (شہید کر کے) ٹھنڈا کر دیں۔

غرضیکہ میدان جنگ میں آپ کو شہید کر کے آپ کا سر مبارک ایک طشت (تھال) میں رکھ کر عبیداللہ بن زیاد گورنر عراق کے سامنے لایا گیا۔ آپ کے قاتل، ابن زیاد اور یزید ان سب پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔

اور اسی طرح الامام الحافظ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی فرمایا ہے گویا کہ یہ مذکورہ عربی عبارت پر دونوں اماموں کا اتفاق ہے لہذا امام جلال الدین کے نزدیک بھی یزید و ابن زیاد وغیرہ لعنتی ٹھہرے۔

نواب بھوپالی کے نزدیک یزید لعنتی اور بحکم قتل امام" کافر ہے

اور بعض ائمہ نے یزید پر لعنت کرنے کا حکم دیا ہے۔ مثلاً امام احمد بن حنبل اور ان جیسے دوسرے لوگوں نے بھی اور علامہ ابن جوزی نے بزرگوں سے یزید کا لعنتی ہونا نقل کیا ہے۔ حق بھی یہی ہے کہ یزید نے جب امام حسین علیہ السلام کے قتل کا حکم دیا تو اس وقت کافر ہوا اور جس نے بھی آپ کو شہید کیا یا جس نے اس کا حکم دیا سارے مسلمان اس کو لعنتی سمجھتے ہیں۔

علامہ امام تفتازانی فرماتے ہیں کہ حق یہ ہے کہ یزید امام حسین علیہ السلام کے شہید ہو جانے اور اس پر خوشی منانے اور اہل بیت اطہار کے ذلیل ہو جانے سے راضی تھا۔ پس یزید پلید پر خدا کی لعنت اور اس کے سنگیوں ساتھیوں اور مددگاروں پر خدا کی لعنت برسے۔

(بغیۃ الرائد ص ۹۸)

یزید پر کفر کے فتوے

سیدنا امام احمد بن حنبل علامہ ابن جوزی، امام سیوطی، علامہ تفتازانی اور علامہ آلوسی یزید کے کفر کے قائل ہیں

"اکثر اکابر محدثین و بزرگان دین مثل امام احمد بن حنبل علامہ ابن جوزی، امام جلال الدین سیوطی، علامہ سعد الدین تفتازانی اور سید محمود آلوسی وغیرہم رحمہم اللہ تعالیٰ یزید کے کفر کے قائل ہیں اور سرے سے اسے مسلمان ہی نہیں جانتے۔" [1] ۱۲

سیدنا امام احمد بن حنبل نے یزید کو کافر کہا۔ اپنے علم و پرہیزگاری کے اعتبار سے وہ کافی ہیں اور ان کا علم و تقویٰ اس بات کا مقتضی ہے کہ انہوں نے یزید کو کافر نہیں کہا مگر جبکہ ان کے نزدیک یزید کا صریح کفر ثابت ہو گیا۔ ایک جماعت جن میں ابن جوزی وغیرہ ہیں۔ یہی فتویٰ ہے۔ بہرحال یزید کا فسق اجماعی ہے۔

علمائے کرام کے ایک گروہ نے یزید کا نام لے کر اس پر لعنت کرنے کو جائز رکھا۔ امام احمد سے بھی یہی روایت کیا گیا۔ ابن جوزی نے کہا کہ قاضی ابو یعلیٰ نے مستحقین لعنت کے بارے میں ایک کتاب لکھی ہے اس میں یزید کا نام بھی ذکر کیا ہے۔[1]

تطہیر الجنان واللسان میں ہے:

وقد اجاز لعنہ احمد بن حنبل والقاضی ابو یعلیٰ۔[2]

امام احمد بن حنبل اور قاضی ابو یعلیٰ نے یزید پر لعنت کرنا جائز سمجھا ہے

علامہ ابن حجر اور یزید کا کفر

جان لو! اہل سنت و جماعت کا یزید بن معاویہ کے کافر ہونے اور حضرت معاویہ کے بعد ولی عہد ہونے میں اختلاف ہوا ہے۔ ایک گروہ نے کہا ہے کہ وہ کافر ہے۔ چنانچہ سبط ابن الجوزی وغیرہ مشہور کا قول مشہور ہے۔ کیونکہ یزید کے پاس حضرت

سے ۱: شہادت حسین ص ۵۲ بحوالہ السعید ماہنامہ جون ۱۹۶۱ء ص ۲۰ و سلطان العارفین۔

سے ۲: السعید ماہنامہ جون ۱۹۶۱ء ص ۲۰ و سلطان العارفین
المائرہ۔ بحوالہ تطہیر الجنان

Marfat.com

حسین رضی اللہ عنہ کا سر مبارک آیا تو اس نے اہل شام کو جمع کیا اور خیزران کی لکڑی جو اس کے ہاتھ میں تھی اس سے امام کے سر اقدس کو مارتا تھا اور زبعری کے یہ مشہور اشعار پڑھتا تھا۔

(اے کاش! میرے بزرگ جو بدر میں مارے گئے، آج زندہ موجود ہوتے) اور اس یزید نے ان شعروں میں دو شعر اور زیادہ کئے جو صریح اور ظاہر کفر پر دلالت کرتے ہیں۔ علامہ ابن جوزی نے کہا ہے کہ ابن زیاد کا امام حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کرنا اس قدر تعجب خیز نہیں۔

تعجب خیز تو یزید کا خذلان اور رسوائی ہے اور اس کا امام کے دانتوں پر لکڑی مارنا اور آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو قیدی بنا کر اونٹوں کے پالانوں میں بٹھانا ہے۔ ابن جوزی نے اس قسم کی بہت سی قبیح باتوں کا ذکر کیا ہے۔ جو اس یزید پلید کے بارے میں مشہور ہیں۔

پھر یزید نے امام کا سر اس وقت مدینہ منورہ میں واپس لوٹایا جبکہ اس کی بُو تبدیل ہو چکی تھی تو اس سے اس یزید کا مقصد سوائے فضیحت اور سر انور کی توہین کے اور کیا تھا حالانکہ خارجیوں اور باغیوں کی تجہیز اور تکفین اور نماز جنازہ بھی جائز ہے (مگر یزید نے فرزند رسول سے کیا کیا۔ یزیدیو ذرا بتاؤ) اگر اس کے دل میں جاہلیت کا بغض و کینہ اور جنگ بدر کا انتقامی جذبہ نہ ہوتا تو جب اس کے پاس امام عالی مقام کا سر انور پہنچا تھا وہ اس کا احترام کرتا اور اس کو دفن کراتا اور آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بہت ہی اچھا سلوک کرتا۔ انتہی[1]

علامہ قاضی ثناء اللہ رح نے یزید کو کافر کہا ہے

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے مشہور و معروف شاگرد حضرت علامہ قاضی ثناء اللہ نقشبندی مجددی پانی پتی رقم طراز ہیں۔

[1] الصواعق المحرقہ عربی ص ۲۲۰ مطبوعہ فاروقی ملتان۔

Marfat.com

میں کہتا ہوں کہ بنو امیہ کفر سے مالا مال تھے حتیٰ کہ ابوسفیان، معاویہ اور عمرو بن عاص وغیرہ مسلمان ہوئے۔ پھر یزید اور اس کے ساتھیوں نے اللہ تعالیٰ کے کیئے ہوئے انعام پر کفر کیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد کی دشمنی دلوں میں ڈالی اور ظلم کرتے ہوئے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کیا۔ یزید نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دین سے انکار کیا۔ جب حضرت حسینؓ کو شہید کیا تو یزید نے سخت بے ادبی والے شعر کہے اور وہ شعر یہ ہیں۔

مضمونہا این اشیاخی ینظرون انتقامی بآل محمدؐ و بنی ہاشم وآخر الابیات ؎

ولست من جندب ان لم انتقم ۔ من بنی احمد ما کان فعل

وایضاً احل الخمر وقال ؎

مدام کنز فی اناء کفضۃ ۔ وساق کبد مع مدام کانجم

وشمسہ کرم برجہا قعرھا ۔ ومشرقہا الساقی ومغربہا فمی

فان حرمت یوماً علی دین احمد ۔ فخذھا علی دین المسیح بن مریم

وسبوا آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم علی المنابر فمنعوا بحذہ الضلالۃ الف شہر فانتقم اللہ منہم حتی لم یبق منہم احد (تفسیر مظہری ج ۵ ص ۲۷)

کیا قتل حسین میں یزید کا ہاتھ نہ تھا؟ تو پھر (خوشی کیسی۔)

آل رسول کے لوٹے ہوئے قافلے پر یزید کی خوشی

مولوی عبدالرب دیوبندی لکھتے ہیں۔

"بعد اس کے ابن زیاد نے، شمر ذی الجوشن کو پانچ ہزار سوار دیکر سر شہداء کے معہ اہل بیت طرف دمشق کے یزید کے پاس روانہ کیا جب دمشق میں داخل ہوئے تو یزید نے شہر کی آراستگی اور دربار کا حکم دیا۔

Marfat.com

جب سارے شہر کے بازاروں میں سر مبارک کو پھرا چکے تب دربار طلب کیا۔ آپ دیزید تخت سلطنت پر بیٹھا اور سب سر شہداء کے اس کے سامنے رکھے گئے۔ وہ اس وقت شراب پیتا جاتا تھا اور سب سروں کو دیکھتا جاتا تھا۔

کچھ آگے چل کر مولوی صاحب مذکور لکھتے ہیں۔

اس وقت یزید سر مبارک جو طشت زریں (سونے کے تھال) میں رکھا تھا، دیکھ کر بہت خوش ہوا اور درخت خیزران کی چھڑی اس کے ہاتھ میں تھی۔ وہ حضرت امام حسین کے ہونٹوں پر لگاتا تھا اور کہتا تھا کہ اے حسین! اسی منہ سے تم کہتے تھے کہ ہم یزید کی بیعت نہ کریں گے اب کہو تمہارا یہ حال ہے[1]۔

خاتم الحفاظ علامہ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

ولما قتل الحسین وبنو ابیه بعث ابن زیاد برؤسهم الی یزید فسر بقتلهم اولا ثم ندم لما مقته المسلمون علی ذلك وابغضه الناس و حق لهم ان یبغضوه[2]۔

ہکذا قال امام اہل التحقیق سیدنا شاہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ[3]

یعنی حضرت حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اور ان کے خاندان کے افراد جب شہید ہو گئے تو ابن زیاد نے ان کے سر یزید کے پاس بھیجے۔ ان سروں کو دیکھ کر یزید پہلے تو ان کی شہادت سے خوش ہوا لیکن جب دوسرے مسلمان ان بزرگوں کے قتل پر ملامت کرنے لگے تو شرمندہ ہوا۔ لوگ عام طور پر یزید سے بغض و عداوت یعنی دشمنی رکھتے ہیں اور لوگوں کا یزید کو برا کہنا حق بجانب ہے[4]۔

---

[1] :۔ مرج البحرین صہ ۲۵۸ - ۲۵۹ [4] ۔ مومن کے ماہ و سال صہ ۳۶

[2] ۔ تاریخ الخلفاء عربی صہ ۱۵۹

[3] ؛ ماثبت بالسنۃ صہ ۳۶

Marfat.com

ابن اثیر میں ہے۔

لما وصل رأس الحسین الی یزید حسنت حال ابن زیاد وزاده ووصله وسره مافعل۔ ابن اثیر جلد ۴ ص۸۵

جب سیدنا حسین علیہ السلام کا سر مبارک یزید کے پاس پہنچا۔ ابن زیاد کا حال اچھا ہو گیا اور یزید نے اس کا مرتبہ بڑھا دیا اور مقرب بنا لیا اور اس کی کارکردگی پر خوش ہوا۔

علامہ ابن کثیر فرماتے ہیں۔

جب ابن زیاد نے سیدنا حسین علیہ السلام اور آپ کے ساتھیوں کو شہید کر ڈالا تو ان کے سروں کو یزید کے پاس بھیجا۔ پہلے ہی امام حسین کے قتل پر وہ (یزید) خوش ہوا اور اس کی نگاہ میں ابن زیاد کی قدر و منزلت بڑھ گئی۔ البدایہ والنہایہ جلد ۸ ص۲۳۲

مولوی مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی کراچوی لکھتے ہیں

حضرت سیدنا امام حسین علیہ السلام کا سر مبارک جس وقت یزید کے سامنے رکھا گیا تو یزید کے ہاتھ میں ایک چھڑی تھی حضرت حسینؓ کے دانتوں پر چھڑی لگا کر حسین بن ہمام کے اشعار پڑھے

یعنی ہماری قوم نے ہمارے ساتھ انصاف نہ کیا تو پھر ہماری خونچکاں تلواروں نے انصاف کیا۔ جنہوں نے ایسے مردوں کے سر پھاڑ دیئے جو ہم پر سخت تھے اور وہ تعلقات قطع کرنے والے ظالم تھے۔

ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ موجود تھے۔ آپ نے کہا۔ اے یزید! تو اپنی چھڑی کا سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے دانتوں پر لگاتا ہے اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ ان کو بوسہ دیتے تھے۔ اے یزید! قیامت کے روز تو آئے گا تو تیری شفاعت ابن زیاد (بدنہاد) ہی کرے گا اور سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئیں گے تو ان کے شفیع حضرت سیدنا شفیع دو عالم جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہوں گے۔ یہ کہکر ابو برزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجلس سے نکل گئے۔[ا]

ا: اسوہ حسینی یعنی شہید کربلا ص۸۹-۹۰ مطبوعہ کراچی۔

Marfat.com

صحابی رسول حضرت سیدنا سمرہ بن جندب نے یزید کو بدعادی اور ظالم کہا

جب یزید پلید نے حضرت سیدنا امام عالی مقام کے مقدس لبوں پر چھڑی ماری تو صحابی مصطفےٰ چونک پڑے۔

چنانچہ مولوی عبدالرب دہلوی دیوبندی لکھتے ہیں۔

"اس (یزید) کی مجلس میں (سیدنا) سمرہ بن جندب صحابی موجود تھے۔ انہوں نے اس وقت ایک نعرہ مارا اور کہا "قَطَعَ اللّٰهُ یَدَكَ"، کاٹے اللہ تعالیٰ ہاتھ تیرے" (اے یزید) میں نے بارہا دیکھا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ ان ہونٹوں کو چوما کرتے تھے اور اب تو ان ہونٹوں میں لکڑی لگاتا ہے۔ اے ظالم (یزید) تو خاندانِ نبوت پر اتنا ظلم کر چکا ہے۔ اب تک تجھے بس نہیں ہے۔

یزید اس بات سے بہت غصے ہوا اور کہا۔ اے سمرہ! مجھے تیرے صحابی ہونے کا خیال ہے ورنہ میں (یزید) تجھ کو اس گستاخی کی سزا دیتا۔

انہوں نے فرمایا! تف ہے تیری اس فہم پر کہ تجھے صحابیت کا تو خیال آئے اور اس کا ادب کرے اور نبی (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے جگر گوشوں کا یہ حال کرے۔ اس وقت یزید پر ہر طرف سے لعنت و ملامت ہونے لگی۔ اس (یزید) نے جھنجھلا کر اس وقت کئی صحابی قتل کیے۔ مرج البحرین ص۲۵۹ مطبوعہ تھانوی کراچی

یہودی سوداگر کے نزدیک یزید مردود، ظالم اور لعنتی ہے

روایت ہے کہ ایک یہودی سوداگر بھی وہاں حاضر تھا۔ اس نے یزید سے پوچھا۔ یہ سر کس کا ہے؟ اس (یزید) نے کہا اس شخص کا ہے جس نے ہماری بیعت سے انکار کیا تھا۔

سوداگر نے کہا۔ یہ شخص (امام حسینؓ) قوم کا بڑا شریف معلوم ہوتا ہے کہ اس نے تمہارا مقابلہ کیا۔

Marfat.com

کہا (یزید نے) یہ شخص قوم بنی ہاشم سے ہے۔ کہا (سوداگر نے) اس کے باپ کا کیا نام ہے؟ کہا (یزید نے) ــــــ علی ــــ ۔ اور ماں کا نام ــــــ فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) (سوداگر نے کہا) فاطمہ (علیہا السلام) کس کی بیٹی ہیں؟ کہا (یزید نے) حضرت سیدنا جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی)

اس (سوداگر) نے کہا۔ تو یہ (امام حسین رض) تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نواسہ ہے۔ (یزید نے کہا) ہاں۔ اس سوداگر نے نہایت سر دھنا اور ہاتھ اپنے دانتوں سے کاٹے اور کہا۔ بڑا غضب کیا تم نے کہ جس کا تم کلمہ پڑھو۔ اس کے نواسے کا سر کاٹ کر اپنے سامنے رکھکر خوشی کرو۔ یہ بھی جرأت تمہاری ہے اور کسی سے یہ کام کب ہو سکتا ہے۔ پھر سوداگر نے کہا۔ میرے اور (حضرت سیدنا) داؤد علیہ السلام کے درمیان میں ستر پشت کا واسطہ ہے۔ سو میرے یہاں اب تک ان کی عزت اور حرمت ہے۔

وائے افسوس! ابھی کل کی بات ہے کہ تمہارے (پیارے) نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) نے دنیا سے انتقال کیا تم نے اس کے نواسۂ خاص کے ساتھ یہ معاملہ کیا۔ یہ اس (سوداگر) نے کہا اور دربار سے اُٹھ کھڑا ہوا اور بولا ؎

؎ اے مردود لعنت ہے خدا کی　　نبی کی آل پر تو نے جفا کی [1]

علامہ ابن حجر مکی فرماتے ہیں۔

وقال ذمی آخر بینی وبین داؤد سبعون ابا. وان الیھود تعظمنی وتحترمنی وانتم قتلتم ابن نبیکم۔ [2]

؎ شمشیر نیک ز آہن بد چوں کند کسے　　ناکس بتربیت نشود اے حکیم کس
باراں کہ در لطافت طبعش خلاف نیست　　در باغ لالہ روید و در شورہ بوم خس [3]

---

[1]: مرج البحرین ص ۳۵۹ - ۳۶۰ مطبوعہ تھانوی کراچی

[2] : الصواعق المحرقہ عربی ص ۱۹۹　　[3] : مشرف الدین سعدی۔ گلستان فارسی۔

Marfat.com

نصرانی قیصر روم کے قاصد نے یزید کو ظالم اور بے ادب کہا

امام الہمام علامہ احمد بن حجر المحدث مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

بیان کیا جب یزید نے سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے سر کے ساتھ۔ جیسے گزرا کہ اس یزید نے چھڑی کی لکڑی سے آپ کے سر اور دانتوں کو مارا تو اس وقت اس کے پاس قیصر روم کا قاصد بیٹھا ہوا تعجب سے کہنے لگا کہ ہمارے بعض جزیروں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے گدھے کے کھروں کے نشان پائے جاتے ہیں۔ ہم ہر سال ان کھروں کا حج و زیارت کرتے ہیں۔ منتیں مانتے ہیں اور تعظیم کرتے ہیں جیسا کہ تم اپنے کعبہ یعنی بیت اللہ کی تعظیم کرتے ہو (اب جبکہ تم نے اپنے پیارے نبیؐ کے مقدس نواسے کو قتل کر دیا ہے) تو میں گواہی دیتا ہوں کہ تم باطل دین والے ہو (اے یزیدیو) الصواعق المحرقہ عربی ص ۱۹۶

مولوی عبدالرب دہلوی دیوبندی تحریر فرماتے ہیں۔

"ایک نصرانی قاصد قیصر روم کا دربار یزید میں تھا اس نے بھی یہ (یزید کی بے ادبیاں) دیکھ کر کہا۔

(حضرت سیدنا) عیسیٰ علیہ السلام کی سواری کے کھروں کا نشان ہم میں۔ ہم سب اب تک اس کی عظمت اور حرمت کرتے ہیں اور جواہر و مال اس پر قربان کرتے ہیں حیف (افسوس) ہے کہ تم نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ایسے پیارے نواسے (حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو مار ڈالا اور سب نے کڑی بھوک اور پیاس سے مارا۔

معلوم ہوا ہے کہ تم سب بڑے ظالم لوگ ہو۔ اس پر یزید خفا (ناراض) ہوا اور کہا کہ تو قاصد سلطان روم کا ہے ورنہ تجھ کو سزائے شدید دیتا۔ اس قاصد نے کہا یہ اور افسوس کی بات ہے کہ روم کے قاصد کا پاس آیا اور (اپنے) نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرزند (حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے قتل میں کچھ وسواس نہ آیا۔[1]

چہ خوب گفت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ ؎

ماری تو کہ ہر کرا بہ بینی بزنی یا بوم کہ ہر کجا نشینی بکنی

---

[1] مرج البحرین ص ۳۶۰

Marfat.com

بلکہ قتلِ حسین کا اصل مجرم یزید تھا۔

اُمّ المومنین حضرت سیّدتنا عائشہ صدّیقہ کے نزدیک یزید ملعُون ہے

محبوبہ مصطفٰے مرغوبہ محبوب خدا امّ المومنین سیدتنا عائشہ الصدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کا ارشادِ گرامی ملاحظہ فرمادیں۔

ترجمہ:۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے مروی ہے کہ قاتل وملعُون یزید کو اللہ برکت نہ دے کیونکہ اس نے میرے پیارے بیٹے حسین علیہ السّلام کے ساتھ بغاوت کی اور انہیں شہید کرایا۔

حضرت حسین علیہ السلام کی تربت کی مٹی میرے پاس لائی گئی اور مجھے ان کا قاتل بھی دکھایا گیا اور بتایا گیا کہ جن کے رُوبرُو حسین علیہ السلام قتل کئے جائیں گے وہ ان کی مدد نہ کریں گے اور اسی سبب سے اللہ نے ان پر عام عذاب مسلط کر دیا ہے (اس حدیث کو ابن عساکر نے روایت کیا ہے

ماثبت بالسنۃ اردو صہ۲۷

شمر نے دربارِ یزید میں یزید کو اصلی مجرم قرار دیا

یزید نے سب لشکریوں کو جمع کیا اور کہا کہ قاتلِ حسین کون ہے؟ سب نے کہا خولی ہے خولی نے کہا سنان بن انس ہے۔ سنان بن انس نے کہا بشیر بن مالک ہے۔ اُس نے کہا شمر ہے۔ شمر نے کہا میں نہیں ہوں۔

یزید نے کہا۔ سب کا اتفاق تجھ پر ہے۔ اچھا تُو بتا کون ہے؟ شمر مردود نے کہا قاتلِ حسینؓ وہ ہے جس نے قتل کا حکم دیا۔ اور لشکر اور فوج واسطے قتل کے بھیجی یزید اس بات سے شرمندہ ہوا اور کہا۔ دُور ہو جاؤ تم۔ لعنت ہو خدا کی تم پر۔[۲]

ے باطبع ملولت چہ کند دل کہ نسازد ۔ شرطہ ہمہ وقتے نبود لائق کشتی

[۲]:۔ عبدالرب مولوی دیوبندی۔ مرج البحرین صہ۲۹۱

Marfat.com

مُعاویہ بن یزید نے اپنے والد یزید کو اصلی مجرم قرار دیا

چنانچہ معاویہ نے اپنے والد یزید کے مرنے کے بعد جو ضو افشانی فرمائی وہ نہایت ہی قابل تحسین ہے کیونکہ جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے۔ مکمل عبارت گزشتہ اوراق میں گزر چکی ہے۔ صرف ایک جملہ ہدیہ ناظرین کرتا ہوں۔ انہوں نے کہا۔

وقد قتل عترة رسول الله صلى الله عليه وسلم[1]

اور بے شک اس یزید نے اہل بیت رسول اللہ علیہ وسلم کو قتل کیا۔

بیٹا اپنے باپ کو اصل مجرم اور قاتل یعنی قتل کا حکم کرنے والا بتاتے۔ یار لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ شرابی، زانی، تارک صلوٰۃ اور قاتل اہل بیت مُصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جنتی کہیں۔

یزید کے بیٹے معاویہ نے یزید کو نالائق، بُرا اور شراب خور کہا

علامہ امام ابن حجر مکی فرماتے ہیں۔

(جناب معاویہ بن یزید کو یزید پلید کے مرنے کے بعد جب اقتدار سونپا گیا تو ہوں نے دنیا کی بے ثباتی کا اعتراف کرتے ہوتے کہا۔

کہ پھر میرے باپ (یزید) کو حاکم بنایا گیا حالانکہ وہ نالائق تھا۔ اس نے نواسہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لڑائی مول لی تو اس (یزید) کی عمر گھٹ گئی اور اس کے پسماندگان منتشر ہو گئے اور وہ یزید اپنی قبر میں گناہوں کے وبال میں گرفتار ہو گیا۔

پھر معاویہ رو پڑا اور کہا ہم پر سب سے زیادہ گراں اس یزید کی بُری موت اور بُرا ٹھکانہ ہے۔ اس نے عترت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کیا۔ شراب کو حلال جان لیا اور کعبہ کو برباد کیا۔[2]

---

[1] الصواعق المحرقہ عربی ص ۲۲۴

[2] مفتی محمد اکرام الدین علامہ سعادۃ الکونین مطبوعہ سیالکوٹ ص ۲۲۵

Marfat.com

(ابنِ زیاد کو قتلِ امام کا حکم یزید نے دیا تھا

ابنِ اثیر میں ہے۔

واما قتل الحسین فانہ اشار الی یزید بقتلہ او قتلی فاخترت قتلہ[1]

(عبید اللہ بن زیاد نے کہا) اور بہر حال میرا حسین (علیہ السلام) کو قتل کرنا، سو یوں ہوا کہ یزید نے مجھے اشارہ کیا کہ یا تو میں امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل کر دوں یا یزید مجھے قتل کر دے۔ سو میں نے اس (امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے قتل کو اختیار کر لیا۔

علامہ عمر ابو النصر فرماتے ہیں "جب یزید کے پاس ابن زیاد کا خط اور (امام مسلم رضی اللہ عنہ) اور ہانی کے سر پہنچے تو وہ (یزید) بہت خوش ہوا اور ابن زیاد کو جواب میں یہ خط لکھا۔

"تمہارا مکتوب اور مسلم (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اور ہانی کے سر پہنچے۔ تم نے جو کچھ کیا وہ انتہائی دانشمندی و شجاعت کا کام تھا اور حالات کے عین مطابق۔ مجھے خوشی ہے کہ جو کام میں نے تمہارے سپرد کیا تھا اس کی بجا آوری میں تم نے کسی قسم کی کوتاہی سے کام نہ لیا۔ میں نے تم سے جو امیدیں وابستہ کر رکھی تھیں تم نے انہیں پورا کر دکھایا۔ میں نے تمہارے قاصدوں سے تمہارے حالات تفصیل سے پوچھے۔ میں نے انہیں ویسا ہی پایا جیسا تم نے اپنے خط میں لکھا تھا۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ (حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ) عراق کی طرف روانہ ہو چکے ہیں۔

تم نگرانی اور جاسوسی کا انتظام سختی سے کرو۔ کسی طرف سے ذرا بھی شک ہو تو اسے قید کر دو۔ جس شخص پر بغاوت کا جرم ثابت ہو جائے اسے قتل کر دو۔[2]

[1] عزالدین ابوالحسن علی مورخ ابن اثیر جلد ۴ صفحہ ۹۹

[2] علامہ عمر ابو النصر ... صفحہ ۱۰۲

Marfat.com

حضرت سیدنا شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ماثبت بالسنۃ عربی ص

یزید نے عراق کے گورنر عبیداللہ بن زیاد کو حکم بھیجا کہ وہ آپ (امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے نبرد آزمائی (جنگ) کرے۔ چنانچہ اس نے چار ہزار فوجیوں کا لشکر عمرو بن سعد کی سرکردگی میں حضرت حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے جنگ کرنے کیلئے روانہ کیا۔

مولوی عبدالرب دیوبندی اسی کے قائل ہیں کہ سیدنا امام حسین علیہ السلام کے شہید کرنے کا حکم یزید نے عامل مدینہ کو بھی بھیجا تھا۔ چنانچہ انہوں نے لکھا کہ یزید نے خط میں لکھا تھا "خصوصاً امام حسین کو اور ان کے رشتہ داروں کو ذرا مہلت نہ دینا۔ اگر (امام حسینؓ) مخالفت کریں تو ان کا سر کاٹ کر میرے پاس دمشق میں روانہ کرنا شرح البحرین ص۲۸۷

حضرت علامہ امام حافظ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

یزید نے اپنے عراق کے گورنر عبیداللہ بن زیاد کو (حضرت سیدنا امام) حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے ساتھ جنگ کرنے کا خط لکھا تو اس نے عمرو بن سعد بن ابی وقاص کی سرکردگی میں چار ہزار کا لشکر بھیجا۔ تاریخ الخلفاء عربی ص۱۸۵ مطبوعہ نور محمد کراچی

سیدنا امام عالی مقام کی نگاہ میں یزید کا کردار

اے لوگو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو کوئی ایسے حاکم کو دیکھے جو ظلم کرتا ہے۔ خدا کی قائم کی ہوئی حدیں توڑتا ہے۔ سنت نبوی کی مخالفت کرتا ہے۔ خدا کے بندوں پر گناہ اور سرکشی سے حکومت کرتا ہے اور یہ دیکھنے پر بھی نہ تو اپنے فعل سے اس کی مخالفت کرے اور نہ اپنے قول سے۔ سو خدا ایسے آدمی کو اچھا ٹھکانہ نہیں بخشے گا۔

دیکھو! یہ لوگ شیطان کے پیرو بن گئے۔ اور رحمٰن سے سرکش ہو گئے۔ فساد ظاہر ہے حدود الٰہی معطل ہیں۔ مال غنیمت پر ناجائز قبضہ ہے۔ خدا کے حرام کو حلال

Marfat.com

اور حلال کو حرام ٹھہرایا جارہا ہے اس لئے مجھ کو غیرت آنے کا زیادہ حق ہے۔ اگر تم میری بیعت (یعنی تابعداری) پر قائم ہو تو اس میں تمہارے لئے راہ ہدایت ہے کیونکہ میں حسین بن علی (اور) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نواسہ ہوں لیکن اگر تم بے وفائی کرو تو تم سے بعید نہیں۔ کیونکہ تم میرے باپ (حضرت سیدنا علی) بھائی (سیدنا امام حسن) اور عم زاد (حضرت) مسلم (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) سے ایسا کر چکے ہو لیکن یاد رکھو تم نے اپنا ہی نقصان کیا ہے اور اپنی قسمت بگاڑی ہے۔ تاریخ اسلام صہ ۲۰۶

اہل حجاز نے یزید کی بیعت کیوں توڑ دی؟

اہلِ مدینہ پر جب یزید کا فسق ظاہر ہوا تو انہوں نے بیعت توڑ دی

مقبول بارگاہ رسول حضرت سیدنا شیخ عبدالحق بخاری محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ارقام فرماتے ہیں۔

دہم ابن جوزی از ابوالحسن مداہنی کہ یکے از ثقات رواۃ است نقل میکند کہ اہل مدینہ منورہ بعد از ظہور دلائل فسق و فساد یزید پلید بر منبر برآمدہ خلع بیعت او نمودند۔ جذب القلوب فارسی صہ ۲۱

ترجمہ۔ علامہ ابن جوزی ثقہ راوی ابوالحسن مداہنی سے نقل فرماتے ہیں کہ مدینہ منورہ کے رہنے والے اصحابہ کرام وغیرہ) لوگوں نے جب یزید کی برائی، بدمعاشی اور فسق و فساد کا ثبوت حاصل کر لیا تو علی الاعلان اس کی بیعت توڑ دی۔

ابن خلدون معتزلی بقول نیاز فتح پوری، مندرجہ ماہ نامہ نگار لکھنؤ اکتوبر ۵۹ء ذی سلطنت (مغرب) کا وظیفہ خوار لکھتا ہے۔

"اما الحسین فانہ لما ظہر فسق یزید عند الکافۃ من اہل عصرہ بعثت شیعۃ اہل بیت بالکوفۃ للحسین ان یاتیہم۔ مقدمہ ابن خلدون صہ ۱۸۰"

Marfat.com

مدینہ کے سردار سیدنا عبداللہ بن ابی عمرو بن حفص مخذومی نے یزید کی بیعت توڑ دی اور یزید کو خدا کا دشمن کہا

امام اہل تحقیق سیدنا شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

"عبداللہ بن ابی عمرو بن حفص مخذومی عمامہ خود را از منبر برآورد وگفت کہ اگرچہ یزید مرا صلۃ انعام فرمود و در جائزہ من نیفزود ولیکن وے دشمن خدا دائم الشکر است من اورا از بیعت آوردم۔ ہمچنانکہ دستار خود را از سر خود برآوردم[1]"

"حضرت عبداللہ مخذومی نے علی الاعلان اپنا عمامہ اپنے سر سے اتار پھینکا اور فرمایا یزید اگرچہ مجھے بے شمار انعام دے اور وہ دشمن خدا ہمیشہ میرا شکریہ ادا کرتا رہے اور کہے کہ میری بیعت کرے تو جس طرح میں نے اپنی دستار پھینک دی ہے اسی طرح اس یزید کو پھینک دونگا اور بیعت قبول نہیں کرونگا۔

؎ کس نیاید بزیر سایۂ بوم — ور ہما از جہاں شود معدوم[2]

اہل مدینہ کا یزید پر غصہ اور بیعت توڑنے کا اعلان

چنانچہ محقق علی الاطلاق سیدنا محدث دہلوی فرماتے ہیں۔

"دیگرے برخاست ونعلین خود را از پائے خود برآورد و بہ ہمیں منہج خلع بیعت یزید پلید نمود تا آنکہ مجلس از عمائم ونعال پر شد[3]

اہل مدینہ میں یزید پر غم وغصہ کی لہر دوڑی تو انہوں نے اپنے عمامے اور اپنے جوتے پھینک کر نفرت کا اظہار کیا اور (یزید کی) بیعت توڑنے کا اعلان بھی۔ جوتوں اور دستاروں

---

[1] : جذب القلوب صہ ۱۳۱

[2] ۔ شرف الدین سعدی۔ گلستان

[3] : جذب القلوب صہ ۱۳۱

Marfat.com

سے زینت مجلس بن گئی۔

اہل مدینہ نے یزید کو چھوڑ کر اپنا امیر اور والی مقرر کر لیا تھا

مدینہ طیبہ کے رہنے والے صحابہ کرام اور دوسرے لوگوں نے یزید کو بُرا، بدکار، بدمعاش اور فاسق جانا تو اس کی بیعت توڑ کر اس کو مومنوں کا امیر نہ سمجھا اور اپنے امیر بنا لیے۔ چنانچہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

"بعد ازاں عبداللہ بن مطیع را بر قریش و عبداللہ بن حنظلہ را بر انصار والی ساختند"[1]

یعنی یزید کی بیعت توڑنے کے بعد مدینہ طیبہ کے صحابہ کرام وغیرہ لوگوں نے حضرت عبداللہ بن مطیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قریش کا اور حضرت عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو انصار کا امیر بنا لیا تھا۔

اہل مدینہ نے یزید کے عاملوں کو محصور کر دیا تھا

مدینہ منورہ کے غیور اور بہادر لوگوں نے جب اپنے امیر مقرر کر لئے تو انہوں نے یزید کے اہل کار عاملوں کو مروان کی حویلی میں نظر بند کر دیا تھا۔

چنانچہ برکت رسول اللہ فی الہند رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

"وہر کہ از بنی اُمیہ بود۔ ہمہ را در دار مروان محاصرہ نمودند، مروان و جماعتہ کہ با وی بودند۔ روئے استغاثت بہ یزید پلید آوردہ از وطلب لشکرے نمودند"[1]

اور بنی اُمیہ کے سب یزیدی اہل کاروں کو مدینہ والوں نے مروان دبرادر شیطان کی حویلی میں اس کے ساتھ بند کر دیا۔ مروان اور اس کے گروپ نے یزید پلید سے لشکر طلبی کی فریاد کی۔

---

[1] ۔ جذب القلوب فارسی ص ۳۱

Marfat.com

اہل حجاز نے یزید کو برا سمجھ کر انقلاب برپا کر دیا

مولانا صاحبزادہ عبدالرسول صاحب اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں۔

واقعہ کربلا کی خبر جب حجاز میں پہنچی تو یزید کے خلاف نفرت وحقارت کی رو پھیل گئی۔ اہل مدینہ نے جمع ہو کر حضرت عبداللہ بن زبیر کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ مدینہ میں بھی بے اطمینانی کے آثار نمایاں تھے مگر یزید نہیں چاہتا تھا کہ حادثہ کربلا کے بعد کوئی اور ناگوار بات اس سے سرزد ہو۔ چنانچہ اس نے نرمی سے کام لینا چاہا۔ اس نے اہل مدینہ کا ایک وفد بلوایا۔ اس کی خوب خاطر مدارت کی اور انعام واکرام سے نوازا۔ مگر ان لوگوں نے جب یزید کے اطوار دیکھے تو اور زیادہ بددل ہو گئے اور مدینہ واپس آکر اس کی کھلم کھلا مخالفت شروع کر دی۔

چنانچہ اہل مدینہ متحد ہو کر یزید کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے۔ مدینہ کے امویوں کو مروان بن حکم کی حویلی میں بند کر دیا۔ اہل حجاز نے عام طور پر ابن زبیر کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور یہ صوبہ یزید کے قبضے سے جاتا رہا۔ [1]

یزید کے متعلق آنکھوں دیکھے وفد کی شہادت

(۱) یزید کے معاملہ کا سبب وہی ہے جو ابن جوزی نے ذکر کیا ہے کہ یزید نے عثمان بن محمد بن ابوسفیان کو مدینہ منورہ کا گورنر بنا کر بھیجا تو اس گورنر نے مدینہ طیبہ سے ایک وفد یزید کے پاس روانہ کیا۔ جب وہ وفد والے واپس مدینہ شریف لوٹے تو کہنے لگے۔ اے عثمان! تو نے ہمیں بے دین شخص کے پاس بھیجا۔ جو شراب پیتا ہے۔ ناچ گانوں میں مست رہتا ہے اور کتوں سے کھیلتا ہے۔ بے شک ہم تمہیں گواہ بناتے ہیں کہ ہم نے اس یزید کی بیعت توڑ دی۔ پھر اسی وقت منبر نبوی کے پاس انہوں نے بیعت توڑ دی۔

---

[1] تاریخ الاسلام صہ ۲۳۲ و صہ ۲۴۳ مطبوعہ لاہور۔

Marfat.com

انصار نے عبداللہ بن حنظلہ الغسیل کی بیعت کر لی اور قریش نے عبداللہ بن مطیع کی۔

مدینہ منورہ والوں نے یزید کے گورنر عثمان کو وہاں سے مار بھگایا۔ حضرت سیدنا ابن حنظلہ فرمایا کرتے تھے۔ اگر ہم یزید کی بیعت نہ توڑتے تو اس کی سخت بد اعمالی کی وجہ سے ہم پر آسمان سے پتھر برستے۔[1])

اہل حدیث اور خارجیوں کے مشہور و معروف امیر نواب صدیق حسن صاحب بھوپالی یزید کی پلیدی پر یوں رقمطراز ہوتے ہیں

(اور کچھ لوگ حد سے بڑھ کر زیادتی کا شکار ہوتے ہوئے یزید کی شان کے قائل ہوتے اور کہتے ہیں کہ یزید مسلمانوں کا متفقہ امیر و سردار تھا اور کہتے ہیں کہ حضرت امام حسین علیہ السلام پر یزید کی تابعداری سرداری و لازمی تھی۔ اس نامعقول قول اور غلط اعتقاد سے خدا کی پناہ کہ نبی علیہ السلام کے نواسہ کے ہوتے ہوئے یزید امیر و امام بنتا اور یزید کی امارت پر مسلمانوں کا اتفاق کب تھا سارے صحابہ اور ان کی اولاد جو اس یزید پلید کے زمانہ میں تھے اس کے امیر ہونے سے انکاری رہے تھے اور اس کی اطاعت و تابعداری نہیں کرتے تھے مدینہ منورہ کے بے خبر لوگوں کو جب یزید کے کردار کا علم ہوا تو انہوں نے بھی یزید کی بیعت توڑ ڈالی۔)

---

[1] عبدالرشید، مورخ۔ تاریخ اسلام ص ۲۲۲ مطبوعہ لاہور۔

[2] علمائے اسلام میں ایسے بزرگوں کی کمی نہیں جن کی تصنیفات کے اوراق اگر ان کی زندگی کے ایام پر بانٹ دیئے جائیں تو اوراق کی تعداد زندگی کے ایام پر فوقیت لے جائے۔ ہندوستان میں علمائے اہل سنت اور نواب صدیق حسن خان مرحوم کے نام بھی اس سلسلہ میں داخل ہیں۔ (سوانح اشرف علی۔ ترجمہ حیات اشرف ص[illegible])

یزید کی بیعت توڑ دینے کے بعد اہل حجاز پر ظلم و ستم

واقعہ حرہ

یزید نے مدینہ منورہ کی تباہی کرائی۔ یعنی واقعہ حرہ

مدینہ منورہ کا شہر وہ مقدس خطہ ہے جسے باری تعالیٰ جل مجدہٗ الکریم نے اپنے پیارے محبوب سید الاولین و الآخرین علیہ الف الف الصلوٰۃ والتسلیم کا شہر مقرر فرمایا جس کی حرمت و عزت مسلم ہے کیونکہ فخر الانبیاء علیہ السلام نے اسے حرم بنا دیا۔

مدینہ طیبہ کی فضیلت و منقبت میں بخاری شریف کی بائیس احادیث دیگر مذکورہ بالا حدیث کے علاوہ قرآن سے پیش کی جا سکتی ہیں اور بہت سی کتب فضائل، مناقب، آداب، عظمت، تقدس، برکت، حرمت، ایمان اور عزت مدینہ پر مرقوم ہیں۔
مثلاً خلاصۃ الوفیٰ، علامہ سمہودی، شفاء السقام، علامہ تقی الدین سبکی۔ جذب القلوب الی دیار المحبوب، علامہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی وغیرہ۔

جملہ اہل علم و اہل ولایت، اور شاہان کرام نے خطہ مقدسہ مدینہ منورہ کی عزت و آداب میں بڑھ چڑھ کر فراوانی سے حصہ لیا ہے۔ یہاں تک کہ ننگے پاؤں جھک کر چلنا، بول و براز نہ کرنا، نگاہ نیچی رکھنا، گلی کوچوں کو محترم جاننا، کتوں اور مدینہ منورہ کے جانوروں کا لحاظ و ادب کرنا، مدینہ کی خاک پاک کو چومنا، درختوں کھجوروں کی زیارت کرنا، باشندگان مدینہ کو عزت و آبرو کی نگاہ سے دیکھنا، اہل مدینہ سے پیار کرنا، مدینہ کی گلیوں میں داڑھی وغیرہ سے جھاڑو دینا اور غلامی کا اظہار کرنا ان کا دستور و شیوہ رہا۔ انہیں اعمال کی بدولت تاجدار عرب و عجم صلی اللہ علیہ وسلم تک رسائی میں بہت مدد ملتی ہے اور یہ طریقہ انتہائی قرب کا ذریعہ ہے۔

(یا اللہ! ہمیں ادب کی توفیق عطا فرما۔ آمین)

از خدا خواہیم توفیق ادب — بے ادب محروم ماند از فضل رب

Marfat.com

کیونکہ اہل مدینہ سے زیادتی کرنا، ان کو ڈرانا دھمکانا اور وحشت وگھبراہٹ میں مبتلا کرنا موجب لعن ہے۔ حدیث شریف میں ہے، آپ نے فرمایا کہ

من احدث فیھا حدثا فعلیہ لعنۃ اللہ والملآئکۃ والناس اجمعین۔ بخاری شریف ج ۱ صـ۲۵۱۔

ترجمہ:۔ یعنی جو بھی مدینہ طیبہ میں کسی فتنہ کا مرتکب ہو تو اس پر اللہ تعالےٰ، فرشتوں اور سب لوگوں کی لعنت برستی ہے۔

دوسری روایت میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یوں ارشاد فرمایا ہے کہ

ترجمہ، جس نے مدینہ والوں کو خوفزدہ کیا۔ اللہ اس کو خوف زدہ رکھے گا۔ ایسے شخص پر اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہو۔ (مسلم)

یزید پلید نے اہل مدینہ کو ہراساں کرنے کے لیے ایک بہت بڑا جنگی لشکر بھیجا جس نے مدینہ کو تاخت وتاراج کیا اور تباہی مچائی۔

حدیث شریف میں ہے۔

ترجمہ:۔ یعنی واقعہ حرہ کے روز سے تین دن تک مسجد نبوی میں نہ اذانیں دی گئیں اور نہ جماعت ہوتی۔ حضرت سعید بن مسیب مسجد میں موجود رہے۔ وہ نہ پہچانتے تھے نماز کے وقت کو۔ مگر ایک باریک آواز سے۔ سنتے تھے وہ اس آواز کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مزار پُرانوار سے۔ تو نماز پڑھ لیتے تھے۔ مشکوٰۃ شریف ج ۲ صـ۵۴۵

علامہ امام طیبی کا حاشیہ ملاحظہ فرمادیں۔

ترجمہ: اسلام میں ایام حرہ کے دن بہت مشہور ہیں۔ انہی دنوں یزید بن معاویہ نے مدینہ کو لوٹنے کے لئے شامیوں کا ایک لشکر بھیجا۔ مدینہ میں رہنے والے صحابہ وتابعین نے تنگ لڑنے پر اس کو برانگیختہ کیا۔ ذوالحجہ ۶۳ھ ہجری میں مسلم بن عقبہ مری کو امیرت مقرر کیا اور بعد میں یزید ہلاک ہوگیا۔ حرہ مدینہ کے باہر ایک خطہ ہے اس جگہ کے پتھر بہت سیاہ ہیں۔ یہ واقعہ وہیں پیش آیا مشکوٰۃ شریف صـ۵۴۵ حاشیہ ۱۱

علامہ ابن کثیر البدایہ والنہایہ میں لکھتے ہیں البدایہ والنہایہ ج ۸ صـ۲۲۱

Marfat.com

ترجمہ: مدائنی نے کہا۔ ابی قرۃ سے روایت کیا گیا ہے۔ اس نے کہا۔ ہشام نے کہا کہ واقعہ حسرہ کے بعد مدینہ کی ایک ہزار عورتوں نے ناجائز بچے جنے[1]

یعنی یزیدی لشکر نے بالغ کنواری عورتوں کی عصمت کو برباد کیا اور ان کو اپنی ہوس کا نشانہ بنا کر گناہ کبیرہ کا ارتکاب کیا۔

چند سطور کے بعد پھر یہی یزیدیوں کے معتمد مورخ رقمطراز ہیں۔

ترجمہ: مدائنی نے کہا اہل مدینہ کے ایک بزرگ سے روایت کیا گیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے زہری سے پوچھا۔ حرہ کے واقعہ میں کس قدر قتل ہوئے۔ اس نے کہا کہ اکابرین مہاجرین وانصار اور شرفا موالی سے سات سو قتل ہوئے۔ اور آزاد اور غلاموں میں سے جن کو میں نہیں جانتا۔ دس ہزار مارے گئے[2]

آخر میں یہی مذکورۃ الصدر علامہ لکھتے ہیں

ترجمہ: اور بے شک یزید نے مسلم بن عقبہ کو مدینہ میں تین دن لوٹ مار کی اجازت دیکر بڑا ہی فحش گناہ کیا۔ اور پھر اس بہت بڑے گناہ کا کیا کہنا جبکہ اس کے ساتھ صحابہ اور ان کی اولاد کا قتل بھی شامل ہے اور تحقیق گزرا کہ سیدنا حسین اور ان کے ساتھی عبیداللہ بن زیاد کے ہاتھوں یزید نے قتل کرائے اور ان تین ایام میں مدینہ نبویہ کے اندر اتنے بڑے مظالم ہوئے کہ ان کا شمار اور بیان نہیں ہو سکتا۔ اور اللہ تعالیٰ کے سوا انہیں کوئی نہیں جانتا۔

یزید نے مسلم بن عقبہ کے بھیجنے میں بلا شرکت احدے اپنی سلطنت اور ریاست کے استحکام اور اپنی حکومت کے دوام کا ارادہ کیا تھا مگر اللہ تعالیٰ نے اس کے ارادہ کے خلاف اس کو سزا دی اور یزید اور اس کے ارادوں میں حائل ہو گیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یزید کو جباروں کے توڑنے کی طرح توڑ ڈالا۔ اور غالب قادر نے گرفت کی۔ اسی طرح تیرے رب

۱، ۲ ۔ ا۔ السعید جون ۱۹۶۱ء صہ ۲۳ و سلطان العارفین فروری ۱۹۸۳ء صہ ۱۹

Marfat.com

ل گرفت ہے جب کہ اس نے ظالم آبادیوں کی گرفت کی اور بے شک اس کی گرفت سخت دردناک ہے۔

حدیث شریف میں ہے۔ کفایۃ الطالب اللبیب ج ۲ صفحہ ۱۴۱

ترجمہ:۔ بیہقی نے ایوب بن بشیر معادی سے روایت کی ہے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر پر تشریف لے جارہے تھے۔ جب حرہ زہرہ سے گزرے تو ٹھہر کر "اناللہ وانا الیہ راجعون" پڑھا۔ صحابہ نے استرجاع پڑھنے کی وجہ پوچھی تو فرمایا! صحابہ کے بعد میری امت سے بہترین لوگ یہاں شہید کیے جائیں گے۔[1]

شیخ المحدثین علامہ امام جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں۔ خصائص کبریٰ ج ۲ صفحہ ۱۴۱

ترجمہ:۔ بیہقی نے حسن بصری سے روایت کی ہے۔ وہ فرماتے تھے کہ جب واقعہ حرہ ہوا۔ مدینہ والوں کو قتل کیا گیا۔ حتیٰ کہ قریب تھا کہ کوئی ایک بھی نہ بچ پاتا۔" مالک بن انس سے مروی ہے۔ وہ فرماتے تھے کہ قتل کیے گئے۔ حرہ کے دن سات سو مرد قرآن کے حافظ ان میں تین سو صحابہ بھی تھے۔ اور یہ واقعہ یزید کے دور اقتدار میں ہوا۔ مغیرہ سے مروی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ مسلم بن عقبہ نے مدینہ میں تین دن لوٹ مچا رکھی اور مدینہ ہی میں ہزار کنواری عورتوں کی پردہ دری کی گئی۔

خاتم الحفاظ امام جلال الدین سیوطی اور شیخ الاسلام والمسلمین سیدنا الشیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں۔

ترجمہ:۔ ۶۳ھ ہجری میں یزید کو اطلاع دی گئی کہ باشندگان مدینہ نے چڑھائی کا ارادہ کیا اور اس کی بیعت فسخ کر دی ہے تو یزید نے ایک زبردست فوج روانہ کر کے افسر فوج کو حکم دیا کہ مدینہ والوں سے نبرد آزمائی کی جائے اور اسی کے ساتھ ایک فوج مکہ معظمہ بھیجی کہ حضرت عبداللہ بن زبیر سے معرکہ آرا ہو کر انہیں قتل کر دے یزید

[1] تاریخ الخلفاء عربی صفحہ ۱۶۰ ثابت بالسند عربی صفحہ ۱۶

Marfat.com

فوج جو مدینہ منورہ آئی تھی اس نے باب طیبہ معرکہ حرہ قائم کیا اور مدینہ والوں کو دردناک تکالیف پہنچائیں۔

لوگو! تمہیں کیا معلوم کہ معرکہ حرہ کیا چیز ہے۔ سنو! معرکہ حرہ دردناک تکلیف دینے والی جنگ وعظیم سانحہ ہے جس کے بیان کی دل میں قوت نہیں اور کوئی کان اس کے سننے کی طاقت بھی نہیں رکھتا معرکہ حرہ اور اس سانحہ عظیم کو حضرت حسن بصریؒ نے اس طرح بیان کیا کہ بخدا یزیدی فوج کی اس دردناک تکالیف دینے والی جنگ میں اکثر صحابہ شہید کیے گئے اور ہزارہا کنواریوں کی عصمت دری کی گئی اور مدینہ کو لوٹا گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ جس نے مدینہ والوں کو خوف زدہ کیا۔ اللہ تعالیٰ اس کو خوف زدہ رکھے گا۔ ایسے شخص پر اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہو اسلم، باشندگان مدینہ نے یزید کی بیعت اس لئے فسخ کی کہ یزید کے گناہ وجرائم حد سے تجاوز کر گئے تھے۔

علامہ واقدی نے کئی طریقوں سے عبداللہ بن حنظلہ غسیل کی زبانی لکھا ہے۔ قسم بخدا ہم یزید پر چڑھائی نہ کرتے۔ لیکن اس کے حالات اور مختلف جرائم کے سبب ہم خوفزدہ تھے کہ کہیں ہم پر آسمان سے پتھروں کی بارش نہ ہو۔ یزید کے زمانے میں اس کے مقرب لوگ اپنی بیٹیوں، بہنوں اور باپ کی بیویوں سے شادی کرنے لگے تھے۔ یزید خود شراب نوشی کرتا اور تارک نماز تھا۔

علامہ ذہبی کا بیان ہے کہ یزید نے باشندگان مدینہ کے ساتھ جو سختیاں کیں وہ کیں لیکن اس کے باوجود وہ شراب خور اور ممنوعہ اعمال کا مرتکب تھا۔ اسی سبب سے لوگ اس سے ناراض ہوئے اور اس پر سب نے متفقہ طور پر چڑھائی کا ارادہ کیا۔ اللہ تعالیٰ یزید کو غارت کرے۔ اس نے فوج حرہ مکہ معظمہ میں صرف حضرت ابن زبیر سے جنگ کرنے کے لیے روانہ کی۔ اس نوبت پر مقررہ سردار فوج مرگیا تو یزید نے دوسرا سردار فوج مقرر کیا جس نے مکہ میں گھس کر حضرت ابن زبیر کا محاصرہ کیا اور ان کے قتل کے لئے منجنیق اور

Marfat.com

گرین کے ذریعے خوب سنگ باری کی اور اسی طرح ماہ صفر ۶۴ھ ہجری میں آگ کے شعلوں سے خانہ کعبہ کا غلاف خاکستر کیا۔ اور خانہ کعبہ کی چھت بھی جل ڈالی اور مینڈھے کے وہ سینگ جو حضرت اسماعیل ذبیح اللہ کے فدیہ کے خانہ کعبہ میں رکھے ہوئے تھے وہ بھی جلا ڈالے ۱۴- ۱۵ ربیع الاول ۶۴ھ ہجری میں اللہ تعالیٰ نے یزید کو ہلاک کیا اور اس کے مرنے کی خبر دم کے دم میں عام ہو گئی۔

مولانا اقبال الدین احمد لکھتے ہیں۔ مومن کے ماہ و سال ص ۲۳۶-۲۳۷

"مدینہ منورہ میں باب طیبہ پر یزیدی فوج نے وہ تشدد آمیزیاں اور بے حد بدنما سختیاں کیں جن کے بیان سے قلم لرزاں ہے۔"

ترجمہ :- یزید بن معاویہ نے مسلم بن عقبہ مری کو شامیوں کے بڑے لشکر کیساتھ مدینہ منورہ والوں کے لئے بھیجا تاکہ ان کو حرہ مدینہ منورہ میں انتہائی ہتک اور برائی سے قتل کردیں۔ یزیدیوں نے تین دن متواتر حرم نبوی کی عزت کی توہین کی۔ انہوں نے اپنے اس فعل کو جائز جانا اور مدینہ والوں کو بے دین سمجھا۔ اس لئے اس واقعہ کا نام حرہ مشہور ہوا۔ اور اس واقعہ کا وقوع حرہ واقم میں ہوا جو سرور انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد مبارک سے ایک میل کے فاصلہ پر ہے۔ سترہ سو افراد کو جو مہاجرین، انصار اور علما تابعین اخیار کی یادگار تھے، شہید کیا۔ عوام لوگ اس کے علاوہ قتل ہوئے۔ انہوں نے عورتوں بچوں سمیت دس ہزار اشخاص کو شہید کر دیا۔ سات سو قرآن پاک کے حافظ اور ستانوے قریشی ظلم کی تلوار سے ذبح کئے۔ بدکاری، خرابی اور زنا کو جائز بنا دیا۔ ایک ہزار عورتوں نے اس واقعہ کے بعد حرامی بچے جنے اور گھوڑوں کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسجد میں باندھ دیا۔ روضہ شریف جو نام ہے ایک جگہ کا حضور انور کی مزار اور منبر پاک کے درمیان صحیح حدیث میں وارد ہے کہ وہ بہشت کے باغوں سے ایک باغ ہے اس کو گھوڑوں نے لید اور پیشاب سے نجس کیا۔ اور لوگوں کو بردا بنا کر یزید پلید کی بیعت پر

Marfat.com

مجبور کرتے تھے کہ اگر وہ چاہے بیچ دے یا آزاد کردے. اگر وہ چاہے اللہ تعالیٰ کی بندگی کرانے یا گناہ کرنے پر مجبور کردے. جب حضرت عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ نے یزید پلید کے سامنے قرآن و حدیث کے مطابق لوگوں سے بیعت لینے کا ذکر کیا تو اس کو دیں مار ڈالا. امام قرطبی فرماتے ہیں کہ خبر دینے والوں نے بتایا کہ واقعہ حرہ کے زمانہ میں مدینہ منورہ لوگوں سے بالکل خالی ہو گیا. مدینہ کے پھل درندے جانوروں اور درندوں کے نصیب ہوئے. کتوں اور دوسرے جانوروں نے مسجد شریف کو اپنی آرام گاہ بنالیا.

سر الشہادتین کے آخر میں مرقوم ہے.

جب یزید پلید قتلِ امام حسین اور ہتک حرمت اہل بیت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے فارغ ہوا تو اس غرور سے اس کی شقاوت اور قساوت اور زیادہ ہوئی. چنانچہ زنا اور لواطت اور بھائی کا بہن سے بیاہ دشادی اور سود وغیرہ منہیات شرعیہ کو اس نے اپنے عہد میں اعلانیہ رواج دیا اور مسلم بن عقبہ کو بارہ ہزار یا بیس ہزار آدمیوں کے ساتھ واسطے تاخت و تاراج مدینہ منورہ کے بھیجا. تین دن تک اس شہر مطہر کے رہنے والے قتل اور لوٹ میں گرفتار رہے اور سات سو صحابی قریشی صاحب وجاہت اور عوام الناس اور لڑکے ملاکر دس ہزار آدمیوں سے زیادہ شہید کئے اور لڑکوں کو بند کر لیا اور عورتوں کو شہر والوں پر مباح کر دیا. اور ام المومنین ام سلمہ کا گھر لوٹ لیا اور مسجد نبوی کے ستونوں میں گھوڑے باندھے چنانچہ گھوڑوں نے منبر اور قبر شریف کے درمیان کا مکان پیشاب اور لید سے نجس کیا اور تین دن تک مسجد شریف میں لوگ نماز سے مشرف نہ ہوئے. فقط سعید بن مسیب دیوانہ بن کے وہاں حاضر رہے اور کیا کیا کچھ اعمال قبیح کہ اس مسجد مقدس اور شہر مطہر میں یزید والوں نے نہیں کئے کہ زبان قلم اس کی تفصیل سے عاجز ہے اور منجنیق سے کعبہ معظمہ کو سنگسار کیا کہ صحن حرم محترم کا

Marfat.com

پتھروں سے بھر گیا اور ستون مسجد الحرام کے ٹوٹ گئے اور لباس خانہ کعبہ کو جلا دیا اور دروازہ کعبہ کے پردے کو اتار کے تنور میں جلا دیا۔ کتنے دن بیت اللہ بن لباس اور وہاں کے رہنے والے نہایت ایذا اور ہراس میں رہے۔ بالجملہ وہ بدبخت تین برس اور سات مہینے تخت حکومت پر سلطنت کر کے پندرہویں ربیع الاوّل ۶۴ھ ہجری میں جس دن اس پلید کے حکم سے کعبہ کی بے حرمتی ہوئی۔ اسی دن شہر حمص میں شام کے شہروں میں سے انتالیس برس کی عمر میں واصل جہنم ہوا جذب القلوب الی دیار المحبوب فارسی ص ۲۹-۳۰ مطبوعہ لاہور

مولانا شاہ احمد رضا خان کے نزدیک یزید پلید فاسق و فاجر تھا

اس خبیث (یزید) نے مسلم بن عقبہ مری کو مدینہ سکینہ پر بھیج کر ستر سو مہاجرین و انصار (صحابہ) و تابعین کبار کو شہید کرایا اور اہل مدینہ لوٹ کھسوٹ اور قتل اور انواع مصائب میں مبتلا رہے اور فوج اشقیا نے مسجد نبوی میں گھوڑے باندھے اور کسی کو وہاں (مسجد نبوی) میں تین روز تک نماز نہ پڑھنے دی۔ اہل حرم سے یزید کی غلامی پر بجبر بیعت لی کہ چاہے (تم کو) بیچے چاہے آزاد کرے۔ (اہل مدینہ سے) جو کہتا میں خدا و رسول کے حکم پر بیعت کرتا ہوں اسے شہید کرتے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گھر کی بے حرمتی کر چکے خانۂ خدا (کی بے حرمتی کرنے) پر چلے۔ راہ میں مسلم بن عقبہ (یزیدی) مر گیا حصین بن نمیر (یزیدی) نے مع فوج کثیر مکہ میں پہنچ کر بیت اللہ کو جلا دیا اور وہاں کے رہنے والوں پر طرح طرح کا ظلم و ستم کیا[1]

اعلیٰ حضرت دوسرے مقام پر فرماتے ہیں

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے اہل سنت اس مسئلہ میں کہ ازروئے فرمان اللہ و رسول یزید بخشا جائے گا یا نہیں؟

الجواب: یزید پلید کے بارے میں آئمہ اہل سنت کے تین قول ہیں۔ امام احمد وغیرہ

---

[1] مرأۃ الشہادتین کا خلاصہ ص ۳۶-۴۷

[2] امام احمد رضا اعلیٰ حضرت احسن الوعاء ص ۵۲

Marfat.com

انکار اسے کافر جانتے ہیں تو ہرگز بخشش نہ ہوگی۔ اور امام غزالی وغیرہ مسلمان کہتے ہیں تو اس پر کتنا ہی عذاب ہو بالآخر بخشش ضرور ہوگی اور ہمارے امام سکوت فرماتے ہیں کہ ہم نہ مسلمان کہیں اور نہ کافر۔ لہٰذا یہاں بھی سکوت کریں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

امام المسلمین پانچویں مقام پر فرماتے ہیں۔

سوال، کیا فرماتے ہیں علمائے کرام و مفتیان عظام اس مسئلہ میں کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ یزید فاسق و فاجر تھا۔ اس کو برا کہا جاتے اور سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس کے وہاں نہ جانا چاہیے تھا۔ کیوں گئے اور یہ کیسی جنگ تھی؟

الجواب:- یزید پلید علیہ ما یستحقہ من العزیز المجید قطعاً۔ یقیناً باجماع اہل سنت فاسق، فاجر وجری علی الکبائر (یعنی بڑے گناہ کرنے کا عادی) تھا۔ اس قدر پر ائمہ اہل سنت کا اطباق و اتفاق ہے۔ صرف اس کی تکفیر و لعن میں اختلاف فرمایا۔ امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے اتباع و موافقین اسے کافر کہتے اور بہ تخصیص نام اس پر لعن کرتے ہیں اور اس آیۂ کریمہ سے اس پر سند لاتے ہیں۔

فھل عسیتم ان تولیتم ان تفسدوا فی الارض و تقطعوا ارحامکم۔ اولئٰک الذین لعنھم اللہ فاصمھم و اعمیٰ ابصارھم (القرآن)

" کیا قریب ہے کہ اگر والی ملک ہو تو زمین میں فساد کرو اور اپنے نسبی رشتے کاٹ دو۔ یہ ہیں وہ لوگ جن پر اللہ نے لعنت فرمائی تو انہیں بہرہ کر دیا اور ان کی آنکھیں پھوڑ دیں"۔

شک نہیں کہ یزید نے والی ملک ہو کر زمین میں فساد پھیلایا۔ حرمین طیبین و خود کعبہ معظمہ و روضۂ طیبہ کی سخت بے حرمتیاں کیں۔ مسجد کریم (نبوی) میں گھوڑے باندھے۔ ان کی لید اور پیشاب منبر اطہر پر پڑے۔ تین دن مسجد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بے اذان و نماز رہی۔ مکہ و مدینہ و حجاز میں ہزاروں صحابہ و تابعین بے گناہ شہید کیے۔ کعبہ معظمہ پر پتھر پھینکے غلاف شریف پھاڑا اور جلایا۔ مدینہ طیبہ کی پاکدامن پارسائیں تین شبانہ روز اپنے خبیث لشکر

ملاحظہ ہو احکام شریعت ج ۲ ص ۱۵۲ مطبوعہ مدینہ کراچی۔

Marfat.com

پر حلال کردیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جگر پارے کو تین دن پیاسا رکھا اور ان

ہمراہیوں کے تیغ ظلم سے پیاسا ذبح کیا۔ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے

تن نازنین پر بعد شہادت گھوڑے دوڑائے گئے کہ تمام استخوان

سر انور کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بوسہ گاہ تھا۔ کاٹ کر نیزہ پر چڑھایا

حرم محترم مخدرات مشکوئے رسالت در رسالت بے ننگ بیان

اور بے حرمتی کے ساتھ اس

زمین میں فساد کیا ہوگا۔ ملعون ہے وہ جو ان

میں صراحۃً اس پر لعنہم اللہ فرمایا۔ لہٰذا امام احمد اور ان

ہیں اور ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ لعن و تکفیر سے احتیاط

فسق و فجور متواتر ہیں کہ متواتر نہیں۔ اور بحال احتمال نسبت کبیرہ بھی جائز نہیں

اور امثال وعیدات مشروط بعدم توبہ ہیں۔

لقولہ تعالیٰ فسوف یلقون غیا الا من تاب۔ اور توبہ تا دم غرغرہ مقبول ہے

اور اس کے عدم پر جزم نہیں اور یہی احوط و اسلم ہے مگر اس (یزید) کے فسق و فجور سے انکار

کرنا اور امام مظلوم پر الزام رکھنا ضروریات مذہب اہل سنت کے خلاف ہے اور ضلالت و بددینی

صاف ہے بلکہ انصافاً یہ اس قلب سے متصور نہیں جس میں محبت سید عالم صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم کا شمہ ہو۔ وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون۔ شک نہیں کہ

اس کا قائل ناصبی مردود اور اہل سنت کا عدو و عنود ہے۔ ایسے گمراہ بددین سے مسئلہ

مصافحہ کی شکایت بے سود ہے۔ اس کی غایت اسی قدر تو کہ اس نے قول صحیح کا خلاف

کیا اور بلا وجہ شرعی دشت کشی کر کے ایک مسلمان کا دل دکھایا مگر وہ تو ان کلمات ملعونہ سے

حضرت بتول زہرا و علی مرتضےٰ اور خود حضور سید الانبیاء علیہ وعلیہم افضل الصلوٰۃ والثناء کا

دل دکھا چکا ہے۔ اللہ واحد قہار کو ایذا دے چکا ہے

والذین یؤذون رسول اللہ لھم عذاب الیم۔ ان الذین

Marfat.com

یوذون اللہ و رسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا والآخرۃ ۔ واعد لھم عذاباً مھیناً ۔ واللہ تعالیٰ اعلم ۔ (فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ۔ العرفان شریعت ص ۲۲ مریم)

کیا یزید کو توبہ کا موقع نصیب ہوا ؟

نواب صدیق حسن صاحب فرماتے ہیں ۔ " آخری بات یہ ہے کہ یزید اکثر مسلمانوں کے نزدیک سب بُروں سے بہت بُرا اور قابل نفرت ہے اس لئے کہ اس بدبخت نے وہ کام کیا جو آج تک کسی سے سرزد نہیں ہوا ۔ امام حسین علیہ السلام کے شہید ہو جانے کے بعد یزید نے ایک لشکر مدینہ منورہ کی طرف مدینہ کو اجاڑنے کے لئے بھیجا اور حکم دیا کہ مدینہ میں رہنے والے سب صحابہ اور تابعین کو شہید کر دیا جائے اور یزید نے اپنی بے دینی کی وجہ سے حرم مکہ کو اجاڑنے اور عبداللہ بن زبیر کو شہید کرنے کا حکم بھی دیا ۔ جب یزیدی لشکر مکہ مکرمہ کو اجاڑ رہا تھا تو یزید دنیا سے ہاتھ دھو بیٹھا ۔ ایسی حالت میں یزید کا خاتمہ خراب ہوا کہ اس کو توبہ اور اپنی غلطی سے رجوع کرنے کا موقع بھی نہ ملا ۔)

(انتقاد الرجیح فی شرح الاعتقاد صفحہ ۶۵)

واضح ہو کہ یزید پلید کی قبر سے کئی ماہ تک آگ کا دھواں نکلتا دکھائی دیا گیا ۔ اور آج کل اس کی قبر پر گلاس فیکٹری قائم کی گئی ہے اور آگ کی بھٹی میں ہر وقت آگ بھڑکائی جاتی ہے ۔

قارئین کرام ! آپ نے امام عالیمقام شہید کربلا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا مقام قرآن و حدیث کی روشنی میں ملاحظہ فرمایا اور اس کے مقابلے میں یزید پلید علیہ ما علیہ کا کردار حدیث و آثار کی روشنی میں پڑھا ۔ اور اس کا آخری کارنامہ بھی لاحظہ فرمایا ۔ امید ہے اب ان خارجیوں یزیدیوں کا فسوں آپ پر اثر نہیں کر سکے گا ۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو تمام بدعقیدوں کے شر سے محفوظ فرمائے ۔ ہمیں بھی ان سے دُور رہنا چاہیئے ۔

لہٰذا عوام الناس سے التماس ہے کہ ان کی تقریروں ۔ اور تحریروں سے پرہیز کریں اور حتی المقدور ان سے دُور رہیں ۔ قلندر رومی نے کیا خوب فرمایا ہے ۔

تا توانی دُور شو از یارِ بد ۔۔۔ یارِ بد بدتر بود از مارِ بد !

مارِ بد بر تن زند بر جان زند ۔۔۔ یارِ بد بر جان و بر ایمان زند

Marfat.com

یعنی جہاں تک ہو سکے بدمذہب اور بدعقیدہ دوست سے دُور رہیئے۔ کیونکہ بدعقیدہ دوست زہریلے سانپ سے بدتر ہے۔ زہریلا سانپ تو تیرے جسم و جان پر مار کرے گا۔ مگر بدعقیدہ دوست تیری جان اور ایمان کو برباد کر کے رکھ دے گا۔

اللہ تعالےٰ ہم سب کو اسی پرانے سیدھے راستے پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

جو راستہ نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تھا یہی راستہ صحابہ کبار، آل اطہار اور اولیا کرام کا تھا، یہی راستہ بریلوی مکتبہ فکر کے علماء عظام کا ہے۔ جس پر سیدنا قطب ربانی غوث صمدانی محبوب سبحانی شاہباز لامکانی حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی تھے۔ اس عقیدہ پر حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری لاہوری تھے اسی پر سلطان الہند حضرت خواجہ غریب نواز اجمیری تھے اسی پر حضرت خواجہ فریدالدین گنج شکر تھے اسی پر محبوب الٰہی حضرت خواجہ نظام الدین دہلوی تھے اسی پر حضرت خواجہ علی احمد صابر کلیری تھے اور یہی مسلک و عقیدہ حضرت خواجہ تونسوی و سیالوی کا تھا، یہی خواجہ موہڑوی و میروی کا تھا یہی مسلک حضرت خواجہ چورہ ی و گولڑوی کا تھا۔ یہی مسلک سید جلالپوری اور شرقپوری کا تھا۔ اور یہی مسلک و عقیدہ حضرت مجدد الف ثانی اور سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باہو کا تھا۔ بلکہ یہی مسلک شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی اور اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کا تھا۔ (رحمتہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) غرضیکہ تمام اولیاء عظام اور عوام الناس اسی مسلک اور عقیدہ حقہ پر تھے اور یہی جو سب سے پرانا اور قدیم ہے۔ جسے تبدیل کرنا باعث گمراہی و ضلالت ہے۔ سرکار گولڑوی حضرت خواجہ سید پیر مہر علی شاہ صاحب قدس سرہ فرمایا کرتے تھے کہ اگر مکان پرانا ہو جائے تو نیا بدل دو۔ کپڑے پرانے ہو جائیں تو نئے بدل لو، جوتی پرانی

ہو جائے تو نئی بدل لو۔ مگر خدارا اپنا پرانا مسلک ہرگز نہ بدلنا۔ جس طرح کوئی باپ بدلنا گوارا نہیں کرتا، اسی طرح مسلک حقہ اہل سنت وجماعت بدلنا بھی گوارا نہیں ہونا چاہیئے۔ اللہ تعالےٰ ہمیں اسی پرانے مسلک حقہ پر قائم دائم رکھے اور دنیا میں انہیں حضرات کی معیت نصیب ہو اور قیامت میں نبیوں، مقربوں، ولیوں، شہیدوں اور صالحین کے ساتھ حشر نشر ہو۔ وآخر دعوانا عن الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ خیر خلقہ سیدنا ومولانا محمد وعلیٰ آلہ واصحابہ واولیاء امتہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین۔ آمین!

الحقر

ابو الانعام خطیب مرکزی نواب الدین عفی عنہ، گولڑوی

الشمس سٹریٹ ۱۶ سعدی پارک۔ مزنگ۔ لاہور

۱۲ ربیع الاول ۱۴۰۳ھ

اطلاع عام

حضرات! چکوال میں درس نظامی کی معیاری درسگاہ عرصہ سے قائم ہے جہاں سے سینکڑوں طلباء فارغ التحصیل ہو کر ملک کے کونہ کونہ میں سرگرم عمل ہیں۔ وہاں بی۔ اے کی تیاری بھی کرائی جاتی ہے۔ آپ حضرات اپنے بچوں کو وہاں داخل کرائیں۔ اور جامعہ ہذا کے ساتھ ہر قسم کا تعاون فرما کر ثواب دارین حاصل کریں۔

ناظم جامعہ اسلامیہ غوثیہ تلہ گنگ روڈ، چکوال

Marfat.com

مؤلف کی تازہ تالیفات

۱۔ **فتنہ خارجیت** [illegible]

۲۔ [illegible]

۳۔ [illegible]

۴۔ [illegible]

۵۔ [illegible]

Marfat.com

والا مقام حاجی نواب الدین کی تصانیف

[illegible] اس کتاب میں نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے [illegible] دیا گیا ہے اور علماء دیوبند و اہلحدیث کے مکاشفات [illegible] مکتبہ فکر کے لئے یکساں مفید ہے۔ ہدیہ : ۵ روپے

[illegible] عقائد اہل سنت وجماعت حضور اعلیٰ گولڑوی قدس سرہ کی [illegible] مبحث کئے گئے ہیں۔ اور تمام اختلافی مسائل کو قرآن وسنت کی [illegible]

[illegible] اس [illegible] میں مختلف مکاتیب فکر کے اردو تراجم کا موازنہ اعلیٰحضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ سے کیا گیا ہے اور یہ ثابت کیا گیا [illegible] جو قرآن کے مفہوم کو کماحقہ بیان کرتا ہے اور اس میں حفظ مراتب [illegible] ہدیہ : ۳ روپے

[illegible] اس [illegible] منافقین کا کردار غزوات میں" بیان کیا گیا ہے اور ان کے نفاق کا پردہ چاک کیا گیا ہے جو دشمن اسلام اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم [illegible] اور ان منافقین کی چودہ سو سالہ تاریخ کی نقاب کشائی کی گئی ہے اور ان کے تمام پردہ [illegible] چاک کیا گیا ہے۔ ہدیہ : ۴ روپے

دو رخی — اس کتاب میں علماء دیوبند کی متضاد عبارات بلا تبصرہ پیش کی گئی ہیں۔ اور ان کی دو رنگی پالیسی کو عیاں کیا گیا ہے۔ ایک عالم جس عقیدے کو شرک قرار دیتا ہے۔ دوسرا اسی کو عین توحید۔ ایک عالم جس عقیدے کو کفر قرار دیتا ہے دوسرا اسی کو عین اسلام۔ اسی طرح ایک عالم ایک عمل کو [illegible] بتاتا ہے تو دوسرا اس کو عین ایمان بتاتا ہے۔ یہ کتاب بہت معلوماتی ہے۔ اس میں ان کے [illegible] کا منہ توڑ جواب بھی شامل کیا گیا ہے۔ مقررین حضرات کے لئے خزینہ بے بہا ہے۔ ہدیہ ۱۲ روپے

ملنے کا پتہ

مکتبہ حاجی نواب الدین ۱۔ شمس سٹریٹ ۔ ۱۶۔ سعدی پارک مزنگ ۔ لاہور

Marfat.com